مُسلمان مرد کو کیسا ہونا چاہیئے؟

* مُسلمان بحیثیت بیٹا شوہر، باپ کیسا ہونا چاہیئے؟ * مُسلمان اور اخلاقیات
* مُسلمان دھوکے باز، خیانت کرنے والا، حسد کرنے والا، بُغض رکھنے والا، حرام کھانے والا، جھوٹ بولنے والا، ریاکار، گالی دینے والا نہیں ہوتا،
* مُسلمان اور عبادت کا ذوق وشوق * مُسلمان اور جذبۂ علم * مُسلمان اور جذبۂ عشقِ رسول * مُسلمان اور تعظیم و ادب * مُسلمان اور جذبۂ قربانی،

ایک سچے مُسلمان کو کیسا ہونا چاہیئے؟

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

* مُسلمان بحیثیت بیٹا شوہر' باپ کیسا ہونا چاہیئے؟ * مُسلمان اَور اخلاقیات
* مُسلمان دھوکے باز' خیانت کرنے والا' حسد کرنے والا' بُغض رکھنے والا'
حرام کھانے والا' جھوٹ بولنے والا' ریاکار' گالی دینے والا نہیں ہوتا'
* مُسلمان اَور عبادت کا ذوق وشوق * مُسلمان اَور جذبۂ علم * مُسلمان اَور
جذبۂ عشق رسُول * مُسلمان اَور تعظیم و اَدب * مُسلمان اَور جذبۂ قربانی'

ایک سچے مُسلمان کو کیسا ہونا چاہیئے؟

مَولانا مُحمّد شہزاد قادری تُرابی

voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

2019

بار اول 1000

ہدیہ 260/-

ناشر .... نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز

شوروم ظہور ہوٹل دکان نمبر 2
C-8 داتا دربار مارکیٹ ۔ لاہور
Voice:042-37300642 - 042-37112954
Mobile:0300-4505466(Zong)
E-mail:zaviapublishers@gmail.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز اقبال سنٹر اردو بازار کراچی	021-32212011
صبح نور پبلی کیشنز بالمقابل القمر ہاسٹل بھیرہ شریف	048-6690418
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدرآباد	022-2780547
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چشتی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فریدیہ، ہائی سٹریٹ ساہیوال	040-4226812

فہرست

عرض مؤلف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لیے جو کہ نافرمانی کے باوجود اپنے بندوں کو نوازتا رہتا ہے اور بے حساب درود وسلام اس کریم آقا ﷺ پر جو اپنی گناہ گار اُمت کو کسی لمحہ نہ بھولے۔ کچھ عرصہ پہلے خواتین کے متعلق ایک کتاب تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی جس کا نام ''مسلمان عورت کو کیسا ہونا چاہیے'' رکھا گیا اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بہت مقبولیت عطا فرمائی۔ اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد مشورہ دیا گیا کہ آپ ایسی ہی کتاب مردوں کے متعلق بھی تحریر کریں جس میں مسلمان مرد، بحیثیت اولاد، بحیثیت شوہر، بحیثیت باپ، اخلاقیات، بحیثیت پڑوسی، عبادت کا ذوق و شوق، علم دین حاصل کرنے کا شوق، جذبۂ عشق رسول، جذبہ جہاد، جذبہ ایثار وقربانی وغیرہ موضوع ہوں تاکہ مسلمان مردوں کی بھی اصلاح ہو۔

لہٰذا اس کتاب کے لیے ادنیٰ سی کوشش کی اور الحمد للہ کامیابی نصیب ہوئی اور یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی گھر گھر پہنچانے میں ہماری مدد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر مسلمان کے لیے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

والسلام

محمد شہزاد قادری ترابی

مسلمان مرد
اور
والدین کی فرمانبرداری

☆ مسلمان کو والدین کا فرمانبردار ہونا چاہئے:

ہر مسلمان پر والدین کی اطاعت لازم ہے تا وقتیکہ وہ کوئی کام شریعت کے خلاف کرنے کا حکم نہ دیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے چنانچہ سورۂ عنکبوت کی آٹھویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی۔

☆ والدین کے ساتھ بھلائی کی تین قسمیں ہیں:

1۔ اپنے قول و فعل سے ان کو تکلیف نہ پہنچائے۔

2۔ اپنے مال اور اپنی جان سے ان کی خدمت کرے۔

3۔ جب بھی وہ بلائیں تو فوراً حاضر ہو جائے۔

☆ والدین کا ادب بھی بے حد لازمی ہے

جس کی چند صورتیں ہیں:

1۔ والدین کی طرف محبت و شفقت کی نظر سے دیکھے، غصے سے نہ دیکھے۔

2۔ والدین کی خدمت اولاد خود کرے، انہیں دوسرے کے سپرد نہ کرے۔

3۔ والدین سے دلی محبت کرے۔

4۔ والدین سے بات چیت کرتے وقت اپنی آواز کو ماں باپ کی آواز سے اونچی نہ کرے۔

5۔ والدین اگر بلائیں تو سب کام چھوڑ کر چلا آئے۔

6۔ والدین نیچے بیٹھے ہوں تو اوپر نہ بیٹھے۔

7۔ راستے میں ان سے آگے نہ چلے۔

8۔ ان کا نام یا تو کہہ کر انہیں نہ پکارے۔

9۔ والدین اگر ظلم یا زیادتی بھی کریں تو بھی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے صبر کا دامن تھامے رہے۔

10۔ والدین جب بھی پیسے مانگیں، فوراً خدمت میں حاضر کردے۔

11۔ والدین کے دوستوں اور قرابت داروں سے محبت اور حسن سلوک کرے۔

12۔ والدین کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا کرے۔

13۔ والدین اگر دنیا سے رخصت ہو جائیں تو ہفتہ میں ایک دن ان کی

قبر کی زیارت کرے۔

☆ اگر والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا تو پھر تیار ہو جائیں:

1۔ حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاک دامن رہو۔ ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرو، ایسا کرنے سے تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے۔ (مستدرک للحاکم)

اے میرے بھائی! اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ کی اولاد آپ کے ساتھ برا سلوک کرے۔ اونچی آواز میں بات کرے، گالیاں دے، مارے؟ نہیں، ہرگز نہیں تو پھر آیئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے یہ نیت کریں کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کروں گا۔ انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

☆ کوئی بھی ماں باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا:

1۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی بارگاہ رسالت ﷺ میں آ کر عرض کرنے لگے۔ ایک راہ میں ایسے پتھر

تھے کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا۔ میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں جس قدر جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں، شاید ان میں کسی ایک جھٹکے کا بدلہ ہو۔

(کنز العمال شریف)

2۔ سچی حکایات میں حضرت علامہ ابوالنور بشیر علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: ایک شخص نے ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرائے، ساتویں حج پر خیال آیا کہ شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا۔ رات خواب میں کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ تو بچہ تھا، سخت سردی تھی، تُو ماں کے پاس سو رہا تھا۔ تُو نے بستر پر پاخانہ کر دیا۔ تیری ماں نے بستر دھویا۔ غربت کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا۔ گیلے بستر پر تیری ماں لیٹ گئی، تجھے اپنے بستر پر سلایا۔ ارے نادان! تو نے اس رات کا بھی حق ادا نہیں کیا۔

☆ بیٹا ہو تو ایسا:

1۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

ملک یمن کی ایک قرن نامی بستی میں ایک عظیم عاشق رسول تھے جو زیارت محبوب کبریا ﷺ کے لیے ہر آن بے تاب رہا کرتے تھے۔ ان

کے دل میں دیدار مصطفی ﷺ کی آرزو بار بار مچلتی کہ کاش کسی دن تاجدار کائنات ﷺ کا دیدار وصحبت حاصل ہوجائے۔ وہ کئی بار دیدار کے ارادے سے نکلے مگر ماں کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوسکی۔ آپ اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار، اطاعت گزار اور خدمت گزار تھے۔ جب بھی ملاقات رسول ﷺ کے لئے سفر کا ارادہ کرتے، بوڑھی ماں رونے لگتیں اور غمزدہ ہوجاتیں۔ اس وجہ سے آپ اپنا ارادہ بدل دیتے۔ یہاں تک کہ نبی رحمت ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور دیدار وملاقات کی آرزو آپ کے سینے میں ہی رہ گئی مگر ان کی یہ قربانی رائیگاں نہ گئی بلکہ ماں کی خدمت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ انعامات سے خاص نوازا کہ اس پر دنیا جتنا بھی رشک کرے، کم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں کیا شان بیان کی گئی ہے۔

حدیث شریف = فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا: تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ یمن میں اس کی صرف والدہ ہوگی، وہ برص کی بیماری کا شکار ہوگا، تم میں سے جو شخص اس سے ملے، وہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروائے۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، حدیث نمبر 6490، مطبوعہ دارالسلام ریاض، سعودی عرب)

2۔ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ:

ایک رات حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ نے آپ سے پانی مانگا۔ سردی کی رات تھی۔ آپ پانی لے کر جب والدہ کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ والدہ سو چکی ہیں۔ آپ نے انہیں نیند سے جگانا خلاف ادب سمجھا اور پانی کا پیالہ ہتھیلی پر رکھ کر والدہ کے سرہانے خاموشی کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہ سوچ کر کے کہ والدہ کی جب بھی آنکھ کھلے گی، پانی پیش کر دوں گا چنانچہ ساری رات اسی طرح کھڑے رہے۔ فجر کی نماز کے لیے جب والدہ کی آنکھ کھلی تو اپنے بیٹے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو پانی کا پیالہ اٹھائے سرہانے پایا۔ والدہ نے پانی کا پیالہ لیا تو سردی کی وجہ سے ساری رات ہتھیلی پر رکھنے کی وجہ سے پیالے کے ساتھ ہتھیلی کی کھال بھی نکل آئی۔ والدہ نے اپنے بیٹے کا اس قدر ادب دیکھا تو بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر عرض کی، مولا! میں اپنے اس بیٹے سے راضی ہوں، تو بھی راضی ہو جا۔ بس والدہ کی اس دعا کا ثمر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عارفین کا سلطان بنا دیا۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ آپ کے در پر بھیک مانگتے تھے۔

مسلمان
اور
بیوی کے حقوق
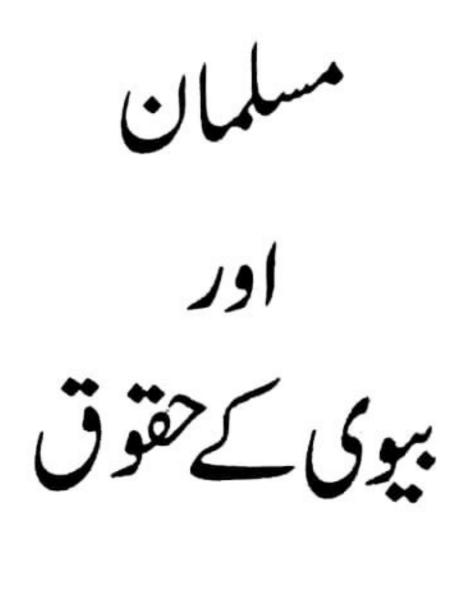
☆بیوی کے حقوق احادیث کی روشنی میں:

1: بیوی کا کیا حق ہے؟

حدیث شریف = حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ جب تو خود کھائے تو اس کو بھی کھلائے، جب تو کپڑا پہنے تو اس کو بھی پہنائے۔(مارنے کی ضرورت پڑے تو) اس کے مونہہ پر نہ مارے اور گھر کے علاوہ کہیں اور (اور کسی کے سامنے) اس کو برا بھلا نہ کہے۔نہ اسے تنہا چھوڑے (کہ بگاڑ بڑھ جائے گا)(الترغیب والترہیب (مترجم) کتاب النکاح، جلد 2، ص 39، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

2: حجۃ الوداع کے موقع پر وصیت:

حدیث شریف = حضرت عمرو بن الاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور

وعظ و نصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: سن لو! میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ صحبت کے علاوہ تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ سو اگر ایسا کریں تو انہیں ان کے بستر میں چھوڑ دو (اپنا سونا الگ کر لو اور اب بھی باز نہ آئیں تو) انہیں ایسی مار مارو جو اذیت ناک نہ ہو۔ اب اگر وہ تمہارا حکم ماننے لگیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ تلاش کرتے پھرو۔ خوب یاد رکھ لو کہ تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں اور عورتوں کے بھی تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ عورتوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ جن لوگوں کو تم برا جانتے ہو، انہیں تمہارے بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیں۔ اور تمہارے گھروں میں ایسے افراد کو نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ عورتوں کے تم پر یہ حقوق ہیں کہ تم ان کے کپڑے ...... اور کھانے پینے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (الترغیب والترہیب (مترجم) کتاب النکاح جلد 2، ص 39، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

3: بیوی کی کسی ایک اچھی عادت سے خوش ہو جائے:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مومن مرد (خاوند) ایمان والی عورت بیوی سے دشمنی نہیں رکھتا۔ اگر کوئی ایک عادت اس کی بری لگی تو عورت کی کسی دوسری عادت سے خوش بھی ہو جائے گا۔ یا اس کے علاوہ کچھ اور فرمایا۔ (الترغیب والترہیب (مترجم کتاب النکاح، جلد 2، ص 39، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

☆ مسائل کی روشنی میں شوہر پر بیوی کے حقوق:

مسئلہ: یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں، بدچلنوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں، نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا۔ اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل بستگی ہو اور جی بہلا رہے۔ یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اس کے ہمسایہ بھی نیک لوگ ہوں (دُرمختار)

مسئلہ: عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ اپنی لڑکی کے یہاں آ سکتے ہیں۔ شوہر منع نہیں کر سکتا، ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہوں تو شوہر منع کر سکتا ہے۔ یونہی عورت اپنے والدین کے ہاں ہر ہفتہ میں ایک بار جا سکتی ہے، مگر شوہر کی اجازت کے بغیر وہاں رات نہیں رہ سکتی (اور غیروں

کے ہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ کی تقریبات کی شرکت سے منع کردے) عورت بغیر اجازت جائے گی تو گناہ گار ہوگی اور اگر اجازت سے گئی اور وہاں پردہ کا خیال نہ رکھا اور شوہر کو یہ بات معلوم ہے تو دونوں گناہ گار ہوئے۔ (دُرمختار)

مسئلہ: جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، نہ اس میں کوئی نقصان ہو، اگر عورت نے گھر میں وہ کام کرلیا جیسے کپڑا سینا پرونا، کاڑھنا یا ایسے ہی دوسرے کام جس کے لئے گھر سے باہر نہ جانا پڑے تو ایسے کاموں سے منع کرنے کی حاجت نہیں۔ خصوصاً جبکہ شوہر گھر پر نہ ہو کہ ان کاموں سے جی بہلتا رہے گا اور بیکار بیٹھے گی تو وسوسے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور فضول باتوں میں مشغول ہوگی (ردالمحتار)

مسئلہ: عورت کسی وجہ سے جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو، اسے جماع سے نقصان پہنچتا ہو تو مرد اس سے جماع نہ کرے یعنی اگر جماع کرے گا تو وہ مرجائے گی یا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچے گا تو مرد پر اس کی دیت لازم آئے گی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ: اسلام میں مرد کو مال حاصل کرنے، مہر معاف کرانے، یا دیا ہوا مہر واپس لینے کے لیے عورت کو خلع لینے یا طلاق لینے پر مجبور کرنا، تکلیف دینا

حرام و سخت گناہ ہے۔ (ردالمحتار، باب الخلع)

☆ بیوی کی تلخ مزاجی پر صبر کرے:

حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عورتوں پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ ان کی حرکت پر صبر کیا جائے اور ان کی حرکت پر صبر کرنا آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔ (احیاء العلوم)

معلوم ہوا کہ اگر بیوی تلخ مزاج ہے تو اس کی حرکتوں پر صبر کیا جائے، اگر ہمیں اس سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسری طرف ہمارے لیے راحت وسکون کا سامان بھی ہے۔ ہمارا گھر سنبھالتی ہے، ہمارے کھانے پینے کا خیال رکھتی ہے، ہمارے بچوں کا بھی خیال رکھتی ہے۔ ہمارے کپڑے بھی دھوتی ہے۔ الغرض کہ ہمیں اپنی بیوی سے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو ماحول خراب نہیں کرنا چاہئے بلکہ درگزر کرتے ہوئے اس کی اچھائیوں پر نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارتے رہیں۔

☆ اچھے شوہر کی نشانیاں:

1......بیوی کے تمام حقوق ادا کرے۔

2......کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے، فقط اپنی بیوی کا ہو کر رہے۔

3......بیوی پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔

4......بیوی کے عیب اور خامیوں پر پردہ رکھے۔

5......بیوی کے میکے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

7......بیوی کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھے۔

8......بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

9......بیوی کو ذلت ورسوائی سے بچائے رکھے۔

10......بیوی کو نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتا رہے۔

11......بیوی کے اخراجات میں کنجوسی نہ کرے۔

12......بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

☆اپنے گھر والوں کو نیکی پر گامزن کرے:

ایک مسلمان پر یہ ایک اہم اور بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نیکی کی راہ پر گامزن کرے۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ہم خود بھی فرائض وواجبات کی پابندی کریں اور گھر والوں کو بھی فرائض وواجبات کا پابند بنائیں۔ خود بھی گناہوں سے بچیں اور گھر کے اندر گھر والوں سے اپنا اخلاق اچھا رکھیں۔ گھر والوں کو نیکی پر گامزن کرنے اور انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کا حکم ہمیں اپنے رب نے دیا ہے۔ چنانچہ سورۂ تحریم کی آیت

نمبر 6

میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

تفسیر درمنثور جلد 8 ص 225 پر ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ ہم انہیں (اپنے گھر والوں کو) کیسے اس آگ سے بچائیں؟ ارشاد فرمایا: اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور ان سے روکو جو رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

☆ دوسرے مقام پر سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر 132 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے تھے پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی زوجہ کو جگاتے اور کہتے اٹھو، نماز

پڑھو اور پھر یہ آیت پڑھئے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

☆ تم سب نگران ہو:

حدیث شریف = رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اُس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا نگراں ہے۔ اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگراں ہے۔ اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

☆ مسلمان مرد کو چاہئے کہ:

1..... خود بھی پابندی کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تلقین کرے۔

2..... خود بھی مال حلال کھائے اور گھر والوں کو بھی مال حلال کھلائے، خود بھی لقمۂ حرام سے بچے اور گھر والوں کو بھی بچائے۔

3..... گھر والوں کو فلموں، ڈراموں اور موسیقی جیسے گناہوں سے روکے۔

4..... گھر والوں کی لمحہ بہ لمحہ تربیت کرتا رہے۔

5......اپنی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کو بے پردگی سے بچائے۔ ماں کو ادب کے ساتھ پردے کی تلقین کرے جبکہ بیوی اور بیٹی پر سختی کرے۔

6......اپنے بیٹے اور بیٹی کو بری صحبت سے روکے خصوصا بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے روکے۔

7......شادی بیاہ کے مواقع پر خلاف شرع کام سے خود بھی بچے اور گھر والوں کو بھی بچائے۔

مسلمان
بحیثیت باپ

☆مسلمان بحیثیت باپ:

مسلمان مرد کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری اولاد کی صحیح اور اسلامی تربیت کرنا ہے مگر افسوس کہ ہم اس معاملہ میں بہت پیچھے ہیں۔ عوام الناس تو پیچھے ہیں ہی، اس کے ساتھ ساتھ ہماری مذہبی شخصیات بھی اس معاملے میں بہت پیچھے ہیں چنانچہ آپ کی خدمت میں اولاد کے حقوق بیان کرتا ہوں تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ بحیثیت باپ ہماری کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ صرف پیدا کر کے گلیوں میں چھوڑ دینا نہیں ہے۔

☆اولاد کے حقوق:

1: پیدائش کے فوراً بعد اذان کہنا:

پیدائش کے بعد والد اپنے بچے کے سیدھے کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہے۔ (ترمذی)

2: تحنیک کرنا:

کھجور چبا کر اس کا کچھ حصہ اولاد کے تالو پر لگا دیا جائے یا میٹھی چیز، مصری، شہد یا شیرہ لگا دینا چاہیے تا کہ سنت پر عمل ہو۔ (مسلم شریف)

3: اچھا نام تجویز کرنا:

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تمہیں اپنے ناموں سے پکارا جائے گا۔ اس لیے اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد شریف)

4: بیٹی پیدا ہونے پر غم نہ کرے:

بعض لوگ بیٹے کی پیدائش پر خوش اور بیٹی کی پیدائش پر غمگین ہوتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فرشتے اس کے گھر پر آ کر سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

5: بولنے لگے تو کلمہ حق سکھائے:

شریعت کا حکم ہمیں یہ ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو پہلا کلمہ "اللہ" سکھاؤ۔ حالانکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ماما، پاپا، ٹاٹا، بابا سکھاتے ہیں لہٰذا اس سے بچ کر صرف اور صرف "اللہ" سکھائیں۔

6: اولاد کے درمیان محبت میں برابری کرنا:

اولاد کے درمیان برابری رکھے۔ تمام سے یکساں پیار و محبت کا برتاؤ رکھے۔ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت نہ دے، جو بھی چیز لائے، تمام بچوں میں برابر تقسیم کرے اور تمام کو ایک ہی جیسا لباس پہنائے۔

7: اچھی تربیت:

اولاد کی صحیح اور اسلامی تربیت کرے، بچپن ہی سے عقائد و معمولات اہلسنت ان کے ذہنوں میں بٹھائے اور یاد کرائے، بدعقیدہ عناصر کی پہچان کرائے اور بدمذہبوں کی صحبت سے بچنے کی تلقین کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ اولاد کی اخلاقی تربیت بھی کرے۔ آپ کہہ کر ان سے گفتگو کرے تاکہ اولاد بھی ہر کسی سے آپ کہہ کر گفتگو کرے، گالیوں سے، گیموں سے، فلموں سے، ڈراموں سے دور رکھے۔

8: بالغ ہوتے ہی نکاح کر دے:

جیسے ہی اولاد بالغ ہو، اس کا کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکی سے نکاح کر دے۔ زیادہ تاخیر نہ کرے، ورنہ اولاد کے گناہوں میں پڑ جانے کا بہت زیادہ امکان ہوتا ہے۔

یہ مختصر طور پر میں نے باپ پر اولاد کے حقوق بیان کیے، اگر باپ صرف انہی چند باتوں پر عمل کرلے تو ان شاء اللہ اولاد نیک و صالح بنے گی۔

اب آپ کی خدمت میں مختصر حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو کی گئیں نصیحتیں پیش کرتا ہوں تاکہ ہمیں کچھ سیکھنے کے لئے ملے۔

1 ...... اے میرے بیٹے! تم لوگوں سے اچھی باتیں کرو اور کشادہ روی

اور ہنستے چہرے کے ساتھ ان سے ملاقات کرو تو لوگوں کے محبوب بن جاؤ گے۔ تم لوگوں سے اس طرح ملو جیسے تم کو ان سے کوئی غرض نہیں ہے۔ لوگوں سے اپنی تعریف چاہو، نہ ان کی مذمت کی پرواہ کرو، آرام سے رہو گے۔ اپنا مونہہ بند رکھو جب تک خاموش رہو گے، سلامت رہو گے۔ تم صرف وہی بات کرو جو تمہارے لیے مفید ہے۔

(تفسیر روح المعانی جلد 21، ص 126)

2...... بیٹے! سونے کو آگ پر پرکھا جاتا ہے اور نیک بندے کو آزمائش کے ذریعہ۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتا ہے تو ان پر آزمائش ڈالتا ہے۔ اگر وہ اس پر خوش ہوتا ہے تو رب تعالیٰ بھی ان سے خوش ہوتا ہے اور اگر ناراض ہوتا ہے تو رب تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔

3...... بیٹے! مجھے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی صحبتوں میں بیٹھنے کی سعادت ملی ہے۔ جن سے میں نے چند چیزیں سیکھیں اور وہ یہ کہ نماز کی حالت میں اپنے دل پر نگاہ رکھی جائے، کھاتے وقت اپنے حلق کا خیال رکھا جائے، دوسروں کے گھر جاتے وقت اپنی نگاہ کی حفاظت کی جائے اور لوگوں کے بیچ میں ہوتے وقت اپنی زبان کی حفاظت کی جائے۔

4...... جان پدر! جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو، وہ دوست

سے بھی پوشیدہ رکھو، ہوسکتا ہے کبھی وہ بھی تمہارا دشمن ہو جائے۔

5......اے میرے بیٹے! اپنے گناہوں کو ہمیشہ ہمیشہ پیش نظر رکھو اور اپنی نیکیوں کو بھلا دو، کیونکہ کبھی نہ بھولنے والے (مولا) نے اسے اپنے پاس محفوظ کرلیا ہے۔

6......بیٹے! یاد رکھنا کہ باپ جب بیٹے کو مارتا ہے تو وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی کھیت میں کھاد ڈال رہا ہو۔

7......بیٹے! اپنی دنیا کو آخرت کے بدلے بیچ ڈالو، اس کا فائدہ تمہیں دونوں جہانوں میں دیکھنے کو ملے گا لیکن کبھی بھی آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

(شعب الایمان، بیہقی جلد 12، ص 438)

اے میرے بھائی! آپ نے حضرت حکیم لقمان کے بڑے ہی سبق آموز، انقلاب آفرین ارشادات ملاحظہ فرمائے۔ اگر ہم اور ہماری نسلیں آپ کے اقوال پر سختی سے کاربند ہو جائیں تو کبھی بھی ذلت و ناکامی نصیب نہیں ہوگی۔ ہماری تنگ نظری اور بداخلاقی دور ہو جائے گی، لوگ ہمارے قریب آئیں گے اور ہم ترقی کی منزلوں تک پہنچ جائیں گے۔

مسلمان

اور اخلاقیات

مسلمان اور اخلاقیات:

مسلمان مرد پر جو ذمہ داریاں ہیں، ان میں ایک اہم ذمہ داری "حسن اخلاق" ہے۔ حسن اخلاق کو اسلام میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔ اسے اپنا کر ایک عام مسلمان کائنات کے ہر شخص کے دلوں پر حکومت کر سکتا ہے۔ حسن اخلاق بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر کوئی اس کو تھام لے تو عروج و بلندی پاتا ہے۔

آج معاشرے میں لڑائی جھگڑے، نفرتیں، حسد، جھوٹ، دھوکہ دہی اور بے راہ روی کا بنیادی سبب برے اخلاق ہیں۔ اگر ہمارے اخلاق درست ہو جائیں تو معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ احادیث میں اچھے اخلاق کے مالک کے لیے جو بشارتیں اور فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، جن کو پڑھ کر اچھے اخلاق کی ترغیب ملتی ہے۔ آیئے ان میں سے چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1: کامل ترین مومن:

حدیث شریف = حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو بہترین

اخلاق کا مالک ہے اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی نرم ہے۔(ترمذی، کتاب الایمان، حدیث نمبر 2612)

2: قیامت کے دن حضور ﷺ کے نزدیک:

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔ (ترمذی، حدیث نمبر 2018)

3: دن کو روزے اور رات قیام کا ثواب:

حدیث شریف = حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، یقیناً مومن حسن اخلاق کے ذریعہ دن کو روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر 4798)

☆ مسلمان بھائی کی مدد اور اس کا ادب بھی حسن اخلاق میں سے ہے:

1: اپنے بھائی کے لیے تکیہ پیش کرے:

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کے اکرام اور تعظیم میں اسے (لیٹنے اور ٹیک لگانے کے لیے) تکیہ پیش کرے (یعنی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے) تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(مستدرک، حدیث نمبر 6542)

2...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجات (کے سلسلے) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں یہ (وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(طبرانی معجم الکبیر، حدیث نمبر 13334)

3...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے۔

☆ حسن اخلاق کی علامات کیا کیا ہیں؟

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ آدمی جب نیکی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے تو ہر لمحہ اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ اس کے اندر تکبر اور بڑائی نہ پیدا ہو جائے اور وہ سمجھنے لگے کہ اب تو میں نیک ہو گیا ہوں۔ اب مجھے مجاہدے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس لیے نیک اور با اخلاق لوگوں کی کچھ علامتیں ذکر کی گئی ہیں کہ ایسے لوگ اپنی خواہشات پر پوری طرح قابو رکھتے ہیں۔ امانت کی حفاظت کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں، اسے پورا کرتے ہیں۔ اپنی عبادت میں دل لگاتے ہیں۔ لوگوں سے نرمی کا معاملہ کرتے ہیں۔ ایک اچھے مسلمان کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہ اپنے دوسرے (مسلمان) بھائی کے لیے بھی پسند کرتا ہے، اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ گالی بکنے والا اور جھوٹ بولنے والا نہ ہو۔ غیبت کرنے والا نہ ہو، حسد کرنے والا نہ ہو۔ تکلیف دینے والوں کو بھی، گالیاں دینے والوں کو بھی دعائیں دے۔

ایک انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہ وہ عام انسانوں میں اخلاق و محبت، ہر دلعزیزی کے ساتھ اور ان میں گھل مل کر شگفتہ روئی کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ دوست دشمن سب سے

کشادہ دل ہو کر ملے۔ عام آدمیوں میں وقار کے ساتھ رہنا بہتر ہے مگر ایسا نہیں کہ تکبر تک پہنچ جائے۔ چلتے ہوئے دائیں بائیں زیادہ مت دیکھو، نہ بار بار مڑ کر کسی کو دیکھو، کسی مجمع کے پاس کھڑے مت ہو، اچھی بات پر کان لگاؤ، بری بات سے غافل ہو جاؤ، مظلوم کی مدد کرو، فریادی کا ساتھ دو، ضعیف، محتاج، بچوں اور معذوروں کو سڑک پار کروا دو، راستہ میں پتھر، کانٹا اور کانچ ہو تو سائیڈ پر رکھ دو۔

اب میں آپ کی خدمت میں بزرگان دین کے حسن اخلاق پر مبنی چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

☆حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کا حسن اخلاق:

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کو ایک شخص گالیاں دیا کرتا تھا۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ اس کے لیے حلوہ بھیجا کرتے تھے۔ کسی نے یہ دیکھ کر حیرت سے پوچھا عالیجا! وہ آپ کے لیے گالیاں بھیجتا ہے اور آپ بدلے میں اس کے لیے حلوہ بھیجتے ہیں، آخر کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جو اس کے پاس ہے، وہ ہمیں بھیجتا ہے اور جو ہمارے پاس ہے، ہم اسے بھیجتے ہیں۔

☆بزرگ کا حسن اخلاق:

ایک مرتبہ ایک بزرگ کو کسی نے دعوت دی کہ آپ میرے گھر تشریف لاکر کھانا کھائیں۔ آپ نے دعوت قبول فرمالی جب گھر پہنچے تو میزبان نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ کھانا ختم ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ بزرگ خاموشی سے جانے لگے۔ جیسے ہی تھوڑا آگے پہنچے، میزبان نے آواز دی کہ کھانے کا انتظام ہو چکا ہے، تشریف لے آئیں۔ وہ بزرگ پھر آ گئے جیسے گھر میں داخل ہوئے پھر میزبان نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ کھانا ختم ہو چکا ہے۔ تین بار بلایا مگر انہوں نے اف تک نہ کیا۔ تیسری مرتبہ میں وہ شخص (میزبان) قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگتے ہوئے کہنے لگا کہ میں تو آپ کے حسن اخلاق اور صبر و تحمل کا امتحان لے رہا تھا۔ یہ سن کر وہ بزرگ کہنے لگے کہ اس میں معافی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کون سا بڑا کام کیا ہے۔ یہ معاملہ تو کتے جیسا ہے، بلاؤ تو چلا آتا ہے، دھتکارو تو چلا جاتا ہے۔ (احیاء العلوم)

☆ یہی بزرگ ایک مرتبہ راستے سے گزر رہے تھے کہ کسی نے اوپر سے راکھ پھینکی۔ آپ نے اسے کچھ نہ کہا، بلکہ یہ جملہ کہنے لگے، واہ جناب! میں تو آگ کا مستحق تھا، شکر ہے، راکھ پھینکی گئی ہے۔ (احیاء العلوم)

سبحان اللہ! ہمارے بزرگان دین کا کیا ہی اعلیٰ اخلاق تھا۔ انہی اخلاق کی بدولت لوگ ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرتے اور گناہ گار سچی توبہ

کرتے تھے۔ اے کاش! ہمیں بھی ان کے اخلاق میں سے کچھ حصہ مل جائے اور ہم بھی نکھر جائیں۔ آج ہمارے معاشرے میں موجود چند ایسی برائیاں بڑھتی جارہی ہیں، جنہوں نے ہمارے معاشرے کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ میں مختصر مختصر ان برائیوں کے نام اور ان کا وبال احادیث کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

1: مسلمان باہمی نفرت وتعصب سے پاک ہوتا ہے:

یہ برائی بہت عام ہو چکی ہے۔ اس برائی کی نحوست میں عوام کے ساتھ ساتھ مذہبی لوگ بھی دھنستے جارہے ہیں۔ کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی علاقہ، کوئی گاؤں، کوئی محلہ، کوئی گلی، کوئی عمارت، کوئی خاندان یا کوئی گھر اس برائی سے پاک نہیں۔ بغض و عداوت شیطان کا اتنا خطرناک ہتھیار ہے، جس نے ہر ایک کو اپنا نشانہ بنایا ہوا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 91 میں فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ

ترجمہ: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے۔

حدیث شریف میں اس شیطانی وار کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔

حدیث شریف = بے شک چغل خوری اور کینہ پروری جہنم میں ہیں، یہ دونوں کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

(طبرانی المعجم الاوسط، جلد 3، ص 301، حدیث نمبر 4653)

اے میرے بھائیو! خدارا! اپنے دلوں کو مسلمان کے بغض سے گندا نہ کرو، ورنہ روحانیت چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی چاشنی سے محروم ہو جائیں گے۔ اگر دل میں اب بھی بغض و عداوت ہے تو جلدی جلدی توبہ کر لیں۔

2: مسلمان دھوکہ باز نہیں ہوتا:

مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا قطعاً حرام اور کبیرہ گناہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر 101)

مگر افسوس کہ آج سب سے زیادہ دھوکہ بازی مسلمانوں کے اندر ہے۔ ہم دھوکہ دینے کے لیے مختلف طریقہ کار اپناتے ہیں۔

1..... قرض لے کر اتنی اتنی مدت کا وعدہ کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔

2......ادھار مال لے کر پھر مالک کو رقم واپس نہیں کرتے۔

3......چائنا کے مال پر تائیوان لکھ کر اور تائیوان کے مال پر جاپان لکھ کر یا کہہ کر گاہک کو فروخت کرتے ہیں۔

4......ادویات یا دوسری اشیاء پر ایکسپائری تاریخ مٹا کر گاہک کو فروخت کرتے ہیں۔

5......فروٹ، سبزی یا دیگر مال ڈبے کے اوپر صاف اور نیچے سڑا ہوا مال رکھ کر فروخت کرتے ہیں۔

6...... مال دار حضرات بغیر ڈیوٹی ادا کئے، بغیر ٹیکس بھرے یا الٹے سیدھے کاغذات بنوا کر مال نکلوا کر دھوکہ بازی کرتے ہیں۔

3: مسلمان کبھی خیانت نہیں کرتا:

امانتوں میں خیانت کرنا بھی عام ہو چکا ہے۔ یہ بہت بری عادت ہے۔ مسلمان کبھی بھی خائن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خیانت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

القرآن: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَ الرَّسُولَ وَ تَخُونُوا أَمٰنٰتِكُمْ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ و رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں

میں دانستہ خیانت۔ (سورۂ انفال' آیت 27' پارہ 9)

حدیث شریف میں خیانت کرنے والے کو منافق کہا گیا۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

1...... جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

2...... جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

3...... جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے۔

(مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر 59)

4: مسلمان کے دل میں کسی کا حسد نہیں ہوتا:

مسلمان کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کبھی کسی سے حسد نہیں کرتا۔ یاد رہے حسد ہلاک کر دینے والی بیماری ہے۔ کسی کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکنا، کسی کی کامیابی اور ترقی دیکھ کر دل جلاتے رہنا، کسی کی بڑھتی ہوئی عزت و دولت پر رنجیدہ ہونا اور یہ خواہش کرنا کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے یا یہ نعمت میرے پاس آ جائے، حسد کہلاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی سخت سے مذمت کی گئی ہے چنانچہ سورۂ نساء آیت 54 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ

مِنْ فَضْلِهٖ

ترجمہ: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

اے میرے بھائیو! اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ جسے جو کچھ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملتا ہے، جسے جو کچھ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، حاسد کتنا بدنصیب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر، خالق کائنات کی عطا پر، بادشاہوں کے بادشاہ رب ذوالجلال کی عطا پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ وہ جس پر حسد کر رہا ہے، اسے تو رب تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر ہم اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں؟

☆ حاسد اپنی نیکیوں کا نقصان کرتا ہے:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حسد سے دور رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو (کھا جاتی ہے)

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الحسد' حدیث نمبر 4903)

افسوس کہ آج کل حسد کا معاملہ اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ ہم کسی کو ترقی کرتا ہوا دیکھ ہی نہیں سکتے اور اب یہ حسد شدید نفرت میں بدل چکی ہے۔ ایسے ایسے کالے علم کرواتے ہیں کہ وہ بے چارہ سڑک پر آ جاتا ہے،

تباہ و برباد ہوجاتا ہے، بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس طرح حسد کی آگ بجھتی ہے مگر ایسے لوگوں کو یاد رکھ لینا چاہئے کہ جہنم کی آگ ان کا انتظار کر رہی ہے۔

اے میرے بھائیو! خدارا! اپنے آپ کو حسد جیسی مہلک بیماری سے بچائیے اور کبھی حسد پیدا ہونے لگے تو اپنے دل کو یہ کہہ کر حسد کا دروازہ بند کردیں کہ میں کیوں کسی کی ترقی اور بلندی پر حسد کروں؟ اسے تو عروج و بلندی میرے پیارے اللہ نے عطا کی ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے جسے جو چاہے، عطا کردے۔

5: مسلمان مال حرام سے بچتا ہے:

جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے، ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی مال کما کر راتوں رات مالدار بننے کی خواہش دلوں میں پروان چڑھتی جارہی ہے۔ اس خواہش نے مسلمانوں کے دلوں سے حلال اور حرام میں تمیز ختم کردی ہے، نظریہ یہ بن گیا ہے کہ بس مال آنا چاہیے، حلال ہو یا حرام، اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے جبکہ قرآن وحدیث میں حلال و پاکیزہ رزق کمانے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 88 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

ترجمہ: اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ۔

اب احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

☆ لقمۂ حرام کی سزا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 10 پر نقل فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ انسان کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑتا ہے، زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر اس وقت تک لعنت کرتا ہے جب تک وہ لقمۂ حرام اس کے پیٹ میں رہے اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

☆ چالیس دن کی نمازیں نامقبول:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حرام کا ایک لقمہ کھایا، اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ کی جائیں گی اور اس کی دعا چالیس دن تک نامقبول ہوگی۔ (فردوس الاخبار، جلد 4، ص 343)

☆ جہنم کی آگ:

حدیث شریف = قوت القلوب جلد 2 صفحہ نمبر 475 پر نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کہاں سے کمایا تو رب تعالیٰ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ اسے جہنم کے کس

دروازے سے داخل کرے۔

☆اہل خانہ کی وجہ سے حرام کی طرف:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی، ماں باپ اور اولاد کے باعث ہوگی۔ وہ اسے مفلسی کی عار دلائیں گے اور ایسے کام کرنا پڑیں گے جو اس کے بس سے باہر ہوں گے اور وہ ایسے راستوں پر چل پڑے گا جن میں اس کا دین چلا جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اس حدیث شریف کو پیش نظر رکھ کر موجودہ دور کو دیکھئے، مجھے کئی بار ایسے لوگ ملے جو یہ بات بتاتے ہیں کہ میں کئی برس سے ایمانداری کے ساتھ نوکری کر رہا ہوں۔ اولاد اب جوان ہوگئی ہے، وہ مجھ سے کہتی ہے کہ ابا! تم اتنے برس سے نوکری کرتے ہو، ہم وہی پرانے گھر میں رہتے ہیں۔ تم ایمانداری اور دیانت داری میں ہی رہ گئے، تم نے کچھ نہیں بنایا۔ فلاں کو دیکھو بنگلہ بنالیا، کروڑوں چھاپ لئے اور تم وہیں کے وہیں ہو۔ یہ کہہ کر بیوی، بچے اور والدین گھر کے اس مرد کو عار دلاتے ہیں۔ بالآخر وہ حرام کماتا ہے، حرام گھر والوں کو کھلاتا ہے اور پھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

6: مسلمان جھوٹ نہیں بولتا:

جھوٹ کو تو ایسا لگتا ہے کہ معاشرے میں کوئی گناہ سمجھتا ہی نہیں ہے۔ لوگوں کا تکیہ کلام ہی جھوٹ ہو چکا ہے۔ اگر ہم قرآن و حدیث میں جھوٹ بولنے کے وبال کو پڑھیں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہم نقصان ہی نقصان اکھٹا کر رہے ہیں۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ بات بات پر جھوٹ، مذاق میں جھوٹ، محفلوں میں جھوٹ اور اب یہ حال ہوگیا کہ جھوٹ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ڈرنے اور سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیتا ہے چنانچہ سورۃ توبہ آیت نمبر 119 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

نبی پاک ﷺ نے اپنے ارشادات میں جھوٹ کی سختی سے مذمت فرمائی، چنانچہ چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ بہت بڑی خیانت:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا، کتنی بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث 4971)

☆بہت بڑا جھوٹا:

حدیث شریف = حضور علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس میں خوب کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ رب تعالیٰ کے نزدیک اسے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب، حدیث نمبر 6094)

☆لوہے کے زنبور کے ذریعہ عذاب:

حدیث شریف = نبی پاک علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: چلئے، میں اس کے ساتھ چل دیا۔ میں نے دو آدمیوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک کھڑا تھا اور دوسرا بیٹھا تھا۔ کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جبڑے میں ڈال کر اسے اتنا کھینچتا حتیٰ کہ گدی تک پہنچا دیتا، پھر اسے نکالتا اور دوسرے جبڑے میں ڈال کر کھینچتا، اتنے میں پہلے والا اپنی اصلی حالت میں لوٹ آتا۔ میں نے لانے والے شخص سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا، یہ جھوٹا شخص ہے۔ اسے قیامت تک قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (مساوی الاخلاق، ص 76، حدیث نمبر 131)

☆مذاق میں جھوٹ بولنے کا وبال:

آج ہر دوسرا شخص حیرت ناک اور عجیب وغریب باتیں کر کے دوسرے مسلمان کو ڈرا دیتا ہے، حیرت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اچانک سے یہ کہہ دیتا ہے کہ میں تو مذاق کر رہا ہوں، مذاق میں جھوٹ بولنا بھی سخت گناہ ہے، ہمارے معاشرے میں مذاق میں جھوٹ بولنا بہت عام ہے۔ اسے بالکل عیب اور گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا۔ دوستوں کو ہنسانے کے لیے محفل کو گرمانے کے لیے مذاق میں خوب جھوٹ بولا جاتا ہے حالانکہ محبوب خدا ﷺ نے اس کی سختی سے مذمت فرمائی، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے (یعنی مذاق میں جھوٹ بولتا ہے) اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر 4990)

یاد رہے! ہمیشہ سچا آدمی کامیاب ہوتا ہے۔ سچا آدمی ہی عزت پاتا ہے جبکہ جھوٹا آدمی ہمیشہ ناکام ہوتا ہے اور ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سچ بولیں اور سچوں کے ساتھ ہو جائیں تاکہ دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل ہو۔

7: مسلمان ریاکار نہیں ہوتا:

ریاکاری بھی ایک ایسی بیماری ہے جو کہ دن بدن تیزی سے پھیلتی جارہی ہے، ریاکاری کا معنیٰ دکھاوا ہے۔ موجودہ پرفتن دور میں ہر خاص و عام اس برائی میں مبتلا ہے، کوئی کم مبتلا ہے، کوئی بہت زیادہ مبتلا ہے، وہی محفوظ ہے۔ جس کے دل میں اخلاص کی دولت ہے جس کے اعمال میں للّٰہیت ہے جن کی عبادت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے۔ بقیہ ہر خاص و عام ریاکاری کے ذریعہ اپنے اعمال برباد کررہے ہیں۔ قرآن و حدیث میں ریاکاری کو بہت بڑی تباہ کاری ارشاد فرمایا، چنانچہ سورۂ ماعون میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

اب احادیث کی روشنی میں ریاکاری کی تباہ کاری سماعت فرمائیں۔

☆ جن کے لیے عمل کرتے تھے، اجر ان سے لو:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب (قیامت کے دن)

لوگ اپنے اعمال کو لے کر آئیں گے تو ریا کاروں سے کہا جائے گا، ان کے پاس جاؤ، جن کے لیے تم ریا کاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔ (طبرانی معجم الکبیر)

☆ اعمال میں دکھاوا نہ کرو:

حدیث شریف = حضرت سداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی پاک ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس رونے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اُمّت پر شرک کا خوف ہے، سنو! وہ سورج، چاند، بتوں اور پتھروں کی پوجا تو نہیں کریں گے لیکن اپنے اعمال میں دکھاوا کریں گے۔

(طبرانی معجم الاوسط، حدیث نمبر 4213)

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 صفحہ نمبر 880 پر نقل فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ریا کار کو چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے ریا کار! اے دھوکے باز! اے نقصان اٹھانے والے! اے بدکار! جا اور اپنا ثواب اس سے لے جس کے لیے تو نے عمل کیا۔ ہمارے پاس تیرے لیے کوئی اجر نہیں۔

دوسرے مقام پر احیاء العلوم جلد 3 ص نمبر 879 پر امام غزالی علیہ

الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ریا کار کی تین نشانیاں ہیں۔

1......تنہائی میں سستی کرتا ہے۔

2......لوگوں کے سامنے چست (تروتازہ) رہتا ہے۔

3......جب اس کی تعریف کی جائے تو زیادہ عمل کرتا ہے اور مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کرتا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! مولا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں کسوٹی عطا فرمادی ہے۔اب ہم سب اپنے گریبان میں جھانکیں، کہیں ان میں سے کوئی نشانی ہم میں تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو، توبہ کریں اور اس چیز کو اپنے اندر سے نکال دیں تاکہ ہم ریاکاری کی تباہ کاری سے بچ جائیں۔

ہمارا حال یہ ہوگیا ہے کہ سیٹھ صاحب سخاوت کریں تو میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر تصویر آنی چاہئے۔ فلاحی ادارے راشن تقسیم کریں تو لازمی اخبارات میں تصویر آنی چاہئے، کوئی نیک کام کریں تو فیس بک، واٹس اپ پر تصویر آنی چاہئے، علم حاصل کرلیا تو اب سب کو معلوم ہوجائے کہ میں علامہ ہوں، حافظ قرآن بن گیا تو سب کو معلوم ہوجائے کہ میں حافظ قرآن ہوں۔ الغرض کہ کوئی نیکی ہم سے چھپتی نہیں آہ! ہمارا کیا ہوگا؟ روز محشر میں

ہم کس کے پاس اجر لینے جائیں گے۔ کس سے فریاد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریا کاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے۔ آمین

8: مسلمان غیبت سے بچتا ہے:

غیبت بھی مختلف گناہوں کی طرح بڑی تیزی سے پھیلتی جارہی ہے۔ ہماری کوئی نشست، ہمارا کوئی گھر، ہماری کوئی محفل اور ہماری کوئی گفتگو اس برائی سے خالی نہیں اور اس برائی کا نام غیبت ہے۔

سب سے پہلے ہم غیبت کی تعریف سنتے ہیں کیونکہ جب کسی گناہ کے متعلق معلومات ہوگی تو ہم با آسانی اس سے بچ سکیں گے۔ آج ہماری اکثریت کو غیبت کی تعریف تک معلوم نہیں۔ وہ یہ کہہ کر غیبت کرتے ہیں کہ بھئی! اس میں ایسی بات ہے تبھی تو ہم بیان کر رہے ہیں۔ جھوٹ تھوڑی بول رہے ہیں حالانکہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے کیونکہ غیبت کہتے ہی اسے ہیں کہ انسان کے اندر موجود پوشیدہ عیب کو اس کی برائی کے طور پر بیان کیا جائے ورنہ اگر عیب نہ ہو تو پھر تہمت کہلائے گی اور یہ مضمون حدیث میں موجود ہے۔ آیئے حدیث شریف سنتے ہیں۔

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا جانتے ہو، غیبت کیا ہے؟ سب نے عرض کیا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی خوب جانیں۔ ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ناپسندیدہ ذکر کرنا، عرض کیا گیا: فرمائیے تو اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو، جو میں کہتا ہوں، فرمایا: اگر اس میں (وہ عیب) ہو جو تو کہتا ہے تو، تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو، جو تو کہتا ہے تو، تو نے اس پر بہتان لگایا۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، حدیث 4828)

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 456 پر فرماتے ہیں۔ کسی کے خفیہ عیب اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا، عیب خواہ جسمانی ہو، دنیاوی ہو یا دینی یا اس کی اولاد کے یا گھر کے خواہ وہاں سے بیان کرو، یا قلم سے یا اشارہ سے، غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتیٰ کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کے پس پشت نقل کرنا لنگڑا کر چلنا، ہکلا کر بولنا، سب کچھ غیبت سے ہے۔

☆ غیبت کا وبال:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں شب معراج ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ان کی عزت خراب

کرتے تھے۔(ابوداؤد، حدیث نمبر 4878)

☆غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب بندے کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب! میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ میرے صحیفہ میں تو نہیں۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جو غیبتیں کی تھیں، اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، جلد 3، ص 40، حدیث نمبر 4364)

☆غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ہے:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے(احیاء العلوم، جلد 3، ص 180)

اے میرے مسلمان بھائیو! اگر کوئی آپ کے سامنے غیبت کرے اور آپ تعجب کے طور پر اسے سنیں تا کہ غیبت کرنے میں غیبت کرنے والے کا لطف دوبالا ہو حالانکہ سننے والا خاموش ہے لیکن وہ بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ شریک ہے۔ اگر اس سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کو زبان سے روکیں، اگر وہ آپ کی بات نہ مانے تو آپ کسی اور بات میں مشغول

ہو جائیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم دل میں برا جانیں اور اس پر لازم ہے کہ اس مجلس سے چلا جائے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو ورنہ معذور ہے اور یاد رہے کہ اگر زبان سے کہے، خاموش ہو جا جبکہ دل اس کو پسند کر رہا ہو، یہ منافقت ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! آپ نے تمام احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ یقیناً غیبت بہت سنگین جرم ہے۔ غیبت کرنا بھی وبال اور سننا بھی وبال ہے۔ آیئے! اگر ہم اس جرم میں ملوث ہیں تو سچی توبہ کریں اور جن کی غیبت ہم نے کی، ہو سکے تو ان سے معافی مانگ لیں اور آئندہ اس گناہ سے دور رہیں ورنہ صرف تباہی ہی تباہی ہے۔

9: مسلمان غصہ پینے والا ہوتا ہے:

بے محل اور بے موقع بات پر بکثرت غصہ کرنا، یہ بہت خراب عادت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان غصہ میں آ کر دنیا کے بہت سے بنے بنائے کاموں کو بگاڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی غصہ کی جھلاہٹ میں خدا تعالیٰ کی ناشکری اور کلمۂ کفر بھی بکنے لگتا ہے اور اپنے ایمان کی دولت کو غارت اور برباد کر ڈالتا ہے۔ اسی لیے ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ہمیں غصہ کرنے سے منع فرمایا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے مگر بہت ہی تھوڑا ہو۔ تو آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کر، اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد فرمایئے تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ غصہ مت کر، غرض کئی بار اس شخص نے دریافت کیا مگر ہر مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ غصہ مت کر۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر 6116)

دوسری حدیث شریف میں بڑی دانائی کی بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے (بخاری شریف، حدیث نمبر 6114)

آج کل ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ کرتے نظر آتے ہیں پھر سامنے یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کون ہے، اسی طرح سڑکوں پر لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ مزاج کے خلاف بات کوئی کرے تو فوراً غصہ آجاتا ہے، خدمت کرنے والی بیوی سے کبھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو فوراً طلاق کا لفظ غصہ میں نکل جاتا ہے۔ پھر ہنستا کھیلتا گھر اجڑ جاتا ہے تو خدارا! احتیاط کریں، جب بھی غصہ آئے،

اگر کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں، بیٹھے ہیں تو لیٹ جائیں، وضو کرلیں، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا شروع کردیں تو ان شاء اللہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

10: مسلمان تکبر نہیں کرتا:

یہ شیطانی خصلت اتنی بری اور اس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ اگر بھوت بن کر انسان کے سر پر سوار ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس کی دنیا و آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اسی تکبر کی وجہ سے مردود ٹھہرا اور لعنت کا طوق اپنے گلے میں ہمیشہ کے لیے ڈال بیٹھا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر (کم تر) سمجھے۔ یہی جذبہ شیطان ملعون کے دل میں پیدا ہوا، اس بدبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے کم تر سمجھا اور تکبر کیا، جس کے دل میں تکبر ہوگا، وہ شیطان کی طرح تباہ و برباد ہوگا۔ حدیث شریف میں تکبر کی سختی سے مذمت بیان کی گئی ہے چنانچہ کچھ احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہوگا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر 91)

اے میرے مسلمان بھائیو! آج ہمارا حال بہت برا ہے۔ ہم زبان سے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو خاکسار ہیں، ہم تو ناچیز ہیں مگر گلے میں یوں لگتا ہے جیسے سریا لگا ہوا ہے، ذرہ برابر بھی جھکنے کے لیے تیار نہیں کوئی دیکھ کر مسکرا دے تو صرف گردن ہلا دیتے ہیں۔ مسکراہٹ کا جواب مسکراہٹ سے دینے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ چھوٹے آدمی کی تعریف ہمارے مونہہ سے نہیں نکلتی، صرف اپنے ہی قصیدے پڑھتے رہتے ہیں کہ بس! میں، میں اور صرف میں۔

یاد رکھیے! تکبر وغرور والا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ اسے پستی ملتی ہے جبکہ عاجزی کرنے والا عزت، عروج اور بلندی پاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع وانکساری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمادے گا۔ وہ خود کو چھوٹا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی نگاہوں میں اس کو عظمت والا بنادے گا اور جو شخص گھمنڈ اور تکبر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو پست کردے گا۔ وہ خود کو بڑا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل بنادے گا۔

(مسند امام احمد، جلد 4،ص 15، حدیث نمبر 11724)

11: مسلمان چغلی سے بچتا ہے:

چغلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی بات سن کر کسی دوسرے سے اس طور پر کہہ دینا کہ دونوں میں اختلاف اور جھگڑا ہو جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ اور بہت خراب عادت ہے۔ چغل خوری جہنم میں لے جانے والا کام ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(مسلم شریف، حدیث 105)

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حدیث شریف = تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسند وہ ہے، جو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے۔ (مسند امام احمد، جلد 6،ص 291، حدیث نمبر 18020)

یاد رہے! کسی کی سنی ہوئی بات امانت ہوتی ہے، اس کو دوسروں تک پہنچا کر آپس میں پھوٹ ڈلوانا، جھگڑے کروانا، یہ مومن کا کام نہیں ہے۔ مومن تو اپنے بھائی کی عزت کا محافظ ہوتا ہے لہذا چغل خوری سے بچنا

چاہئے۔

12: مسلمان کسی کو گالی نہیں دیتا:

یہ گندی عادت اتنی عام ہو چکی ہے کہ کیا مرد و عورت، کیا بچہ یا بوڑھا اور کیا مذہبی حلیہ والا، ہر کوئی اس گندی عادت میں مبتلا نظر آتا ہے اور بعض لوگ تو ایسے گالیاں دے رہے ہوتے ہیں جیسے اردو زبان کا حصہ ہے۔ شریعت میں گالی گلوچ کی سختی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، چنانچہ احادیث میں ہے۔

حدیث شریف = کسی مسلمان سے گالی گلوچ کرنا یہ فاسق کا کام ہے۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر 64)

حدیث شریف = بے شک اللہ تعالیٰ بے حیاء اور فحش گو کو ناپسند فرماتا ہے۔ (الادب المفرد، ص 170، حدیث نمبر 470)

حدیث شریف = کبیرہ گناہوں میں سے ایک آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ دوسرے کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کی ماں کو گالی دے گا۔

(مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر 90)

اے میرے مسلمان بھائیو! اب بڑوں کو دیکھ دیکھ کر گلی کا بچہ بچہ گالیاں دینے لگا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں ایسی ایسی گالیاں دیتے ہیں کہ بڑے لوگوں کے سر شرم سے جھک جائیں۔ ہمارے معاشرے کو تباہ کرنے میں بداخلاقی اور گالیوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ خدارا! اس بری عادت کو ترک کریں اور زبان پر ہر وقت دعا ہی رکھیں، ہر کسی کو دعائیں دیں تاکہ ہمارے نامۂ اعمال میں بھرپور اجر و ثواب لکھا جائے۔

13: مسلمان بدگمانی نہیں کرتا:

والدین و اولاد، بھائی و بہن، میاں و بیوی، ساس و بہو، سسر و داماد، نند و بھاوج بلکہ تمام اہل خانہ و خاندان نیز استاد و شاگرد، سیٹھ اور نوکر، تاجر و گاہک، افسر و مزدور، حاکم و محکوم، الغرض ایسا لگتا ہے کہ تمام دینی و دنیوی شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی اکثریت اس وقت بدگمانی کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔ بدگمانی کے معنی ہیں کسی مسلمان کے لئے دل میں ''برا خیال'' لانا۔

کسی کو موبائل پر فون کریں اور وہ ریسیو نہ کرے تو بدگمانی، شوہر کی توجہ بیوی کی طرف کم ہوگئی تو فوراً ساس سے بدگمانی، بیٹے کی توجہ ماں کی طرف کم ہوگئی تو فوراً بہو سے بدگمانی، کسی فیکٹری سے اچھی نوکری سے فارغ ہوگئے تو

دفتر کے کسی فرد سے بدگمانی، کاروبار میں نقصان ہوگیا تو قریبی کاروباری حریف سے بدگمانی کہ اس نے کچھ کروایا ہوگا۔

آپ غور کرتے چلے جائیں تو شب و روز نہ جانے کتنی مرتبہ ہم بدگمانی کا شکار ہوتے ہوں گے۔ پھر یہ ابتداً پیدا ہونے والی بدگمانی اس شخص کے عیبوں کی ٹوہ میں لگاتی، حسد پر ابھارتی، غیبت اور بہتان پر اکساتی اور آخرت برباد کرتی ہے۔ اسی بدگمانی کی وجہ سے بھائی بھائی میں دشمنی ہوجاتی ہے۔ ساس بہو میں ٹھن جاتی ہے۔ میاں بیوی میں جدائی ہوجاتی ہے۔ بھائی بہنوں کے درمیان قطع تعلق ہوجاتا ہے۔ پرانی دوستیاں دشمنیوں میں بدل جاتی ہیں، اسی لئے مسلمان کو بدگمانی سے روکا گیا ہے۔ آیئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنتے ہیں۔

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو! بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔ (سورۂ حجرات آیت نمبر 12)

حدیث میں بھی بدگمانی (برا خیال) کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی سے برا گمان رکھا، بے شک اس نے اپنے رب سے برا گمان رکھا۔ (تفسیر درمنثور، جلد 7، ص 56)

☆ بدگمانی پر حکم شرعی کب لگے گا؟

کسی شخص کے دل میں کسی کے بارے میں برا گمان آتے ہی اسے فعل حرام کا مرتکب قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دل میں برا خیال آجانے کی بناء پر قابل عتاب ٹھہرانے کا مطلب کسی انسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے۔

بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

1...... جب انسان اس بدگمانی کو دل میں جمالے (یعنی اس کا یقین کرلے)

2...... اس کو زبان پر لے آئے یا اس کے تقاضے پر عمل کرے۔

مثلاً شیطان نے کسی مسلمان بھائی کے دل میں کسی نیک شخص کے بارے میں ریاکاری کا گمان ڈالا تو اس مسلمان بھائی نے اس گمان کو فوراً جھٹک دیا اور مسلمان بھائی کے بارے میں مخلص ہونے کا اچھا گمان قائم کرلیا تو اب اس کی گرفت نہیں ہوگی اور نہ ہی حرام کا مرتکب کہلائے گا۔ اس

کے برعکس اگر دل میں بدگمانی آنے کے بعد اس کو نہ جھٹلایا اور وہ بدگمانی اس کے دل میں قرار پکڑے رہی حتیٰ کہ یقین کے درجے پر پہنچ گئی کہ فلاں شخص ریاکار ہی ہے، تو اب یہ بدگمانی کرنے والا گناہ گار ہوگا۔ چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

مسلمان بحیثیت پڑوسی

☆مسلمان بحیثیت پڑوسی:

شریعت نے جہاں ہر کسی کے حقوق بیان کئے ہیں، وہیں پڑوسیوں کے بھی حقوق کا خیال رکھنے کی سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ انہیں تکلیف نہ دینے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ پڑوسی کو (کسی بھی قسم) کی تکلیف نہ پہنچائے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث شریف = رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو اپنے پڑوسی کا حق تلف کرے، وہ ہم میں سے نہیں (المطلب العالیہ، کتاب الادب، حدیث نمبر 2604)

☆پڑوسی کے گیارہ حقوق:

مراۃ المناجیح جلد 6 ص نمبر 52 پر مفتی احمد یار احمد خان نعیمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی کے گیارہ حقوق ہیں۔

1......جب اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہو، اس کی مدد کرو۔

2......اگر معمولی قرض مانگے، دے دو۔

3......اگر وہ غریب ہو تو اس کا خیال رکھو۔

4......وہ بیمار ہو تو مزاج پرسی بلکہ ضرورت ہو تو تیمارداری کرو۔

5......مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ۔

6......اس کی خوشی میں خوشی کے ساتھ شرکت کرو۔

7......اس کے غم و مصیبت میں ہمدردی کے ساتھ شریک رہو۔

8......اپنا مکان اتنا اونچا نہ بناؤ کہ اس کی ہوا روک دو مگر اس کی اجازت سے۔

9......گھر میں پھل فروٹ آئے تو پڑوسی کو ہدیہ بھیجتے رہو، نہ بھیج سکو تو خفیہ رکھو، اس پر ظاہر نہ ہونے دو۔ تمہارے بچے اس کے بچوں کے سامنے نہ کھائیں۔

10 ......اپنے گھر کے دھوئیں سے اسے تکلیف نہ دو۔

11......اپنے گھر کی چھت پر ایسے نہ چڑھو کہ اس کی بے پردگی ہو۔

قسم اس رب کی! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، پڑوسی کے حقوق وہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اب تک پڑوسیوں کے حقوق سمجھے ہی نہیں۔ اس سے بڑھ کر پڑوسیوں کے حقوق اور کیا ہوں گے کہ اگر پڑوسی غیر مسلم بھی ہے تو اس کا بھی ہم پر حق ہے لیکن افسوس ہم غافل ہیں۔

مسلمان

اور

عبادت کا ذوق وشوق

☆مسلمان کو نماز کا پابند ہونا چاہئے:

آج مسلمانوں کی غالب اکثریت نمازوں سے دور ہے۔ ان کی نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہے۔ دنیا کمانے اور دنیا کی مستیوں میں مگن مسلمانوں کو نمازوں کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ انہیں اپنی مصروفیات میں یہ ہوش ہی نہیں رہتا کہ رب تعالیٰ نے ہر مسلمان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو کہ ہر حال میں پڑھنی ہیں۔ جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا، اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جائے گا چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = امام ابو نعیم علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی۔ اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے، جس میں اسے (جہنم میں) داخل ہونا ہوتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص373، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حدیث شریف = قیامت میں سب سے پہلا عمل جس کا بندے سے حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے۔ اگر نمازیں صحیح ہوئیں تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر نمازوں میں نقصان نکلا (کمی ہوئی) تو وہ خائب و خاسر ہوا۔

(ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

☆مسلمان باجماعت نماز کا بھی پابند ہونا چاہئے:

ہر مسلمان مرد پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی مسلمان بلا شرعی عذر جماعت کو چھوڑ دے تو وہ گناہ گار ہوگا۔ ہمارے مسلمان باجماعت نماز ادا کرنے میں بہت سستی کرتے ہیں، خصوصاً فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں بہت زیادہ سستی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اس کا جواب دینا ہوگا۔

☆جماعت چھوڑنے والے پر سرکار ﷺ کی ناراضگی:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعض لوگوں کو چند نمازوں میں جماعت میں نہ دیکھ کر فرمایا۔ میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے یہاں جاؤں جو جماعت سے رہ گئے اور ان کو ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 558، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆اذان سنتے ہو تو مسجد میں آ کر نماز پڑھو:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ

رسالت میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! مدینہ منورہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے اجازت ہے کہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں؟ ارشاد فرمایا: حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں، ارشاد فرمایا تو (مسجد میں) حاضر ہو۔ (ابوداؤد شریف)

معلوم ہوا کہ با جماعت نماز پڑھنے کی کتنی اہمیت ہے اور جماعت کو چھوڑنے والا گناہ گار ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جماعت کا خیال رکھے کیونکہ با جماعت نماز ادا کرنا واجب ہے۔

☆ مسلمان کو روزوں کا بھی پابند ہونا چاہئے:

ہر عاقل و بالغ مسلمان پر ماہ رمضان کے تمام روزوں کا رکھنا فرض ہے۔ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد روزے فرض کیے گئے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیات 183 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم

سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ پرہیز گار بن جاؤ۔

حدیث شریف میں بھی روزے رکھنے کی فضیلت اور نہ رکھنے کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں، چنانچہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف = حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ کچھ روزہ دار کھڑے ہوجائیں گے، ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہوگا۔ ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔

(بخاری جلد 1، ص 254، مطبوعہ نور محمد، آرام باغ، کراچی)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر بیماری کے چھوڑا تو اگر وہ زمانے کے روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ (بخاری، جلد 1، ص 259، مطبوعہ نور محمد، آرام باغ، کراچی)

روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذات میں کمی ہوتی ہے۔ اس

سے شیطانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت بڑھتی ہے۔ روزہ صبر اور برداشت کی عادت انسان میں ڈالتا ہے اور جب روزہ دار بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس کا دل غریبوں کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

☆مسلمان (صاحب نصاب) پر زکوٰۃ فرض ہے:

اسلام ہمیں ہر کسی کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے، وہیں خاص طور پر غرباء، فقراء، مساکین اور محتاجوں کی اپنے مال کے ذریعہ مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اُمّت کے غریبوں اور ناداروں کے لیے زکوٰۃ کو اسلام کی بنیاد بنایا اور دین کی بڑی علامت نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا ذکر کیا چنانچہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 43 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

صاحب نصاب سے مراد ہر وہ عاقل و بالغ مسلمان جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی رقم ہو جو حاجت اصلیہ سے ہٹ کر ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو۔ ایسے شخص پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔

اب آپ کی خدمت میں زکوٰۃ دینے کی فضیلت اور نہ دینے پر وعید

پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر کو دور فرمادیا۔ (طبرانی معجم الاوسط، باب الالف، حدیث نمبر 1579، جلد 1، ص 431)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن (وہ مال) گنجا سانپ ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس کے مونہہ میں ڈال دے گا (مسند امام احمد ابن حنبل، حدیث 10857، جلد 3، ص 626)

حدیث شریف = حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو قوم زکوٰۃ نہ دے، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ (طبرانی معجم الاوسط، حدیث 4577، جلد 3، ص 275)

اے میرے مسلمان بھائیو! آپ کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے، اگر وہ نصاب تک پہنچتا ہے تو فوراً حساب کتاب کریں اور کسی بھی سنی مفتی سے شرعی رہنمائی لے کر مکمل زکوٰۃ ادا کریں تاکہ فرض ادا ہو جائے۔

☆ مسلمان (صاحب استطاعت) پر حج فرض ہے:

حج کا ادا کرنا ہر صاحب استطاعت عاقل، بالغ مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے، حج کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے۔

القرآن: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران، آیت 97)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

1: حج کس پر فرض ہے:

حج ہر اس عاقل، بالغ مسلمان جو کہ صاحب استطاعت ہو (یعنی حج کا مکمل خرچ اول تا آخر) اور پیچھے گھر والوں کے لیے اتنا مال چھوڑ جائے کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں گھر کا خرچ چلا سکیں) اس پر زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔

2: مال آتے ہی حج فرض ہو جائے گا:

جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو تو فوراً حج فرض ہو گیا، یعنی اسی سال

میں حج کرنا ہوگا اور اب دیر کرے تو گناہ گار ہوگا اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود، مگر جب ادا کرے گا، ادا ہی ہے قضا نہیں (درمختار، کتاب الحج، جلد 3، ص 520)

3: تحائف ضروریات میں سے نہیں:

جو لوگ حج کو جاتے ہیں، وہ دوست، احباب اور رشتہ داروں کے لیے تحفہ لایا کرتے ہیں۔ یہ ضروریات میں سے نہیں۔ اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔

4: بیٹی یا بیٹے کی شادی کے لیے حج نہ کرنا:

اتنی رقم موجود ہے جس سے حج فرض ہوتا ہے تو اب یہ کہہ کر حج نہ کرنا کہ یہ رقم بیٹی یا بیٹے کی شادی کے لیے رکھی ہے۔ یاد رہے یہ بہانا بنا کر حج نہ کرنا قابل قبول نہیں ہوگا بلکہ پہلے حج کرنا ہوگا ورنہ گناہ گار ہوگا۔

بعض لوگ ماں یا باپ کو ساتھ لے جانے کے لیے خود حج نہیں کرتے جبکہ بیٹے پر حج فرض ہو چکا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بیٹے کو اکیلے حج کرنا ہوگا ورنہ سخت گناہ گار ہوگا۔ یہاں یہ بات یاد رکھیے گا کہ عورت پر اگر حج فرض ہو گیا تو وہ اکیلے نہیں جا سکتی بلکہ محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

5: سرکاری اسکیم میں نام نہ آیا تو:

اگر سرکاری اسکیم میں نام نہ آئے تو پرائیویٹ گروپ کے ذریعہ حج کریں اور اگر پرائیویٹ گروپ جتنی رقم نہ ہو تو پھر آئندہ سال کا انتظار کریں۔

6: استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہرہ رکاوٹ بنی، نہ ظالم، بادشاہ، نہ کوئی ایسی بیماری روک دے پھر بھی بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(سنن دارمی، کتاب المناسک، جلد 2، ص 45، حدیث 1785)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

☆ اکابرین کا شوق عبادت:

1: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت:

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: آج تم

میں سے کس نے روزہ رکھا؟ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں نے، پھر پوچھا آج تم میں سے کس نے جنازے میں شرکت کی؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے، پھر دریافت فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ دریافت فرمایا: آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی میں یہ خصلتیں جمع ہوجائیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

2: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت:

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ کی جلد 8 کے صفحہ نمبر 579 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر نماز فجر سے پہلے خنجر سے قاتلانہ حملہ کیا گیا مگر آپ شدید زخمی ہونے کے باوجود اپنی زندگی کے آخری سانس تک نماز کا اہتمام کرتے رہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نیزے سے زخمی کیا گیا تو میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان پر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ ہم نے کہا:

یہ نماز کے نام پر جتنی جلدی اٹھیں گے، کسی اور چیز کے نام پر نہیں اٹھیں گے چنانچہ ہم نے عرض کی۔ اے امیر المومنین! نماز، یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا: اللہ کی قسم! جو نماز چھوڑ دے، اس کا کوئی اسلام میں حصہ نہیں۔ پھر آپ نے زخمی حالت میں نماز ادا فرمائی۔

3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چالیس دن تک کھانا پانی بند کر دیا گیا اور آپ کو مکان میں محصور کر دیا گیا، وہاں بھی آپ روزہ رکھتے، نوافل پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ یہاں تک کہ بوقت شہادت بھی آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔

4: حضرت کہمس رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت:

حضرت کہمس بن حسن رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھتے تھے۔ جب فارغ ہوتے تو چلنے کی سکت باقی نہ رہتی تھی۔ اس کے بعد بھی قناعت سے کام نہ لیتے تھے بلکہ عاجزی کرتے ہوئے اپنے نفس سے فرماتے: اے برائی کے مرکز! اب دوسری عبادت کے لیے اٹھ۔ جب آپ آخری عمر میں کمزور ہو گئے تو پانچ سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اس پر بھی فرماتے، افسوس! میں نے آدھی عبادت کم کر دی۔

5: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا، لیکن وہ پانچوں وقت مسجد نبوی میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ خواہ کتنی ہی گرمی اور دھوپ ہو، ان کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب چند مکان خالی ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا: نماز کے لیے آنے میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ اس لیے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور تادم آخر ایک میل دور سے آ کر مسجد میں پنج گانہ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر نماز کے لیے برابر مسجد پہنچتے تھے۔

6: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت:

شواہد النبوت میں ہے: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی چلی گئی تو کوئی مسجد میں باجماعت نماز کے لیے پہنچانے والا نہ ملا جس کی وجہ سے جماعت ہو گئی۔ آپ نے زار و قطار روتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ اے میرے مولا! کہیں جماعت کا فوت ہو جانا میرے لیے قیامت کے دن رسوائی کا سبب نہ بن جائے۔ بس اس التجا کے بعد جب بھی

نماز کا وقت ہوتا۔ آپ کی بینائی لوٹ آتی اور آپ با آسانی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا فرماتے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! یہ ہمارے اکابرین تھے جو ہمہ وقت نیکیوں کو بڑھانے کی فکر میں لگے ہوتے تھے۔ ان کو نیکیوں کی حرص تھی جبکہ ہمیں مال بڑھانے کی فکر لگی رہتی ہے۔ مال جمع کرنے کی حرص سوار رہتی ہے۔ ہم دنیا کی رنگینیوں میں کھو گئے ہیں جبکہ اکابرین یاد الٰہی میں کھو گئے تھے۔ اپنے آپ کو مولا کی محبت میں فنا کر دیا تھا۔ اے کاش ہمیں بھی ان جیسا جذبہ نصیب ہو جائے۔
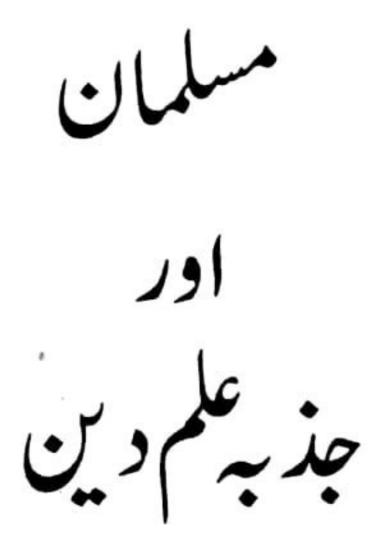
مسلمان
اور
جذبہ علم دین

☆مسلمان جذبۂ علم دین سے سرشار ہوتا ہے:

ایک مسلمان پر جہاں دوسری ذمہ داریاں شریعت نے لازم کی ہیں، وہیں ایک بہت بڑی ذمہ داری علم دین کا حاصل کرنا ہے۔قرآن وحدیث میں علم دین کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔حتیٰ کہ اسے فرض تک فرمایا گیا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مردِ وعورت) پر فرض ہے۔(ابن ماجہ، حدیث نمبر 224)

معلوم ہوا کہ بنیادی اسلامی عقائد کا علم، عبادات کا علم، مثلاً نماز فرض ہوئی تو نماز کے مسائل کا علم، روزہ فرض ہو تو روزہ کے مسائل کا علم، صاحب نصاب ہوا تو زکوٰۃ کے مسائل کا علم، صاحب استطاعت ہوا تو حج کے مسائل کا علم، نکاح ہوا تو نکاح کے مسائل کا علم اور روزمرہ درپیش آنے والے مسائل کا علم اور حلال وحرام اور جائز و ناجائز کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر سیکھنا فرض ہے۔اگر نہ سیکھا تو قیامت کے دن پوچھا جائے گا اور سخت سزا کا حق دار ہوگا۔

ہمارے اکابرین میں علم حاصل کرنے کا کتنا جذبہ ہوا کرتا تھا۔وہ ایک

حدیث سننے کے لیے کتنا کتنا طویل سفر فرمایا کرتے تھے۔ ہم ان کے واقعات پڑھتے ہیں تو ہماری عقلیں دنگ و حیران رہ جاتی ہیں۔ میں ان میں سے چند کا جذبہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

1: مدینہ سے دمشق کا سفر:

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث سننے کی وجہ سے آپ کے پاس دمشق آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ حدیث آپ کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کوئی دوسری غرض تو نہ تھی؟ کہا: نہیں۔ صرف آپ سے حدیث رسول ﷺ سننے کے لیے آیا ہوں۔

2: مدینہ سے کوفہ کا سفر:

حضرت عبداللہ ابن عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث رسول ہے۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو وہ حدیث مجھے کسی اور سے نہ ملے گی

لہذا میں سفر کر کے عراق کے شہر کوفہ پہنچا تا کہ وہ حدیث سن لوں۔

3: مدینہ سے مصر کا سفر:

حضرت ابوسعید اعمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے مصر کا سفر محض اس لیے فرمایا کہ حضرت عقبیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث رسول جا کر سنیں۔ چنانچہ آپ مصر پہنچے، حضرت عقبیٰ نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عُقبیٰ مجھے وہ حدیث سنا دو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت عُقبیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔ حدیث سن کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک لمحہ بھی نہ رکے، اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سیدھے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! آج گلی گلی، محلہ محلہ، مسجد مسجد اور درس گاہوں میں علم دین تقسیم ہو رہا ہے، مگر ہمارے پاس وقت نہیں، فرصت نہیں، دنیا کے لیے ہم نے تین سال کی عمر سے لے کر بیس سال کی عمر یا اس سے بھی زیادہ عمر تک علم حاصل کیا مگر علم دین حاصل کرنے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں۔ ہم طلب دنیا میں طلب علم دین کا جذبہ کھو بیٹھے۔ اے کاش! ہم میں بھی علم دین حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

☆علم حاصل کرنے کی فضیلت:

اب احادیث کی روشنی میں علم دین حاصل کرنے کی فضیلت پیش کرتا ہوں:

1: علم کے راستے پر چلنے والا:

حدیث شریف = حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دیتا ہے۔ فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لیے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ (ابوداؤد، حدیث 3641)

2: دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے:

حدیث شریف = حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ رب عطا کرنے والا ہے۔ (بخاری، حدیث 71)

3: ہزار رکعات نوافل پڑھنے سے افضل:

حدیث شریف = حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ابوذر! اگر تم صبح جا کر ایک آیت کلام الٰہی کی سیکھ لو تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لو، خواہ وہ اس وقت کا عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 219)

اے میرے مسلمان بھائیو! آپ نے احادیث کی روشنی میں علم دین کی فضیلت پڑھی۔ اب نیت کر لیں کہ ان شاء اللہ علم دین حاصل کریں گے۔

☆ مسلمان استاد کا ادب و احترام کرتا ہے:

مسلمان مرد اگر کسی سے ایک لفظ بھی سیکھتا ہے تو اس کا دل سے ادب و احترام کرتا ہے جو لوگ اپنے استادوں کا احترام نہیں کرتے، وہ علم نافع حاصل نہیں کر پاتے اور جو لوگ اپنے استادوں کا ادب و احترام کرتے ہیں وہ برملا کہتے ہیں کہ مجھے استاد کے ادب سے جو کچھ ملا، علم سے اتنا نہیں ملا۔ اس سے متعلق آپ کی خدمت میں اکابرین کا اساتذہ کا ادب بیان کرتا ہوں تاکہ ہمیں بھی اساتذہ کے احترام کا جذبہ ملے۔

1...... امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زندگی بھر اپنے استاد حضرت حماد

رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے حالانکہ آپ کے مکان اور استاد کے مکان کے درمیان تقریباً سات گلیاں پڑتی تھیں۔

(الخیرات الحسان، ص 82)

2......امام ربیع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے استاد امام شافعی علیہ الرحمہ کے سامنے پانی پینے کی جرأت نہ ہوئی۔

3......امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک علیہ الرحمہ کے سامنے ورق بھی آہستہ الٹتا تھا کہ اس کی آواز سنائی نہ دے۔

4......امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ ادب کی وجہ سے اپنے استاد کا نام نہ لیتے تھے بلکہ ان کا ذکر کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔

5......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں دو برس تک ارادہ کرتا رہا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھوں مگر ادب کی وجہ سے ہمت نہیں ہوتی تھی۔

6......امام شعبی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے سواری کے لیے خچر پیش کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور خچر کی لگام ہاتھ میں لے کر چلنے لگے۔ حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی! آپ لگام چھوڑ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے استادوں اور علماء کا ادب واحترام کریں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی اہلبیت کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔

(احیاء العلوم، جلد 1، ص 126)

مسلمان

اور

جذبۂ عشقِ رسول ﷺ

☆مسلمان عاشقِ رسول ﷺ ہونا چاہئے:

عشقِ رسول اور محبت رسول ﷺ ایک مسلمان کے ایمان کی اساس اور بنیاد ہے۔اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ بندہ مومن کامل نہیں بنتا۔ جب تک اپنے سینے کو حُبِّ رسول ﷺ سے سرشار نہ کرلے۔ کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر اپنے آقا و مولا ﷺ سے سچی محبت وعقیدت نہ ہو تو ایمان مکمل نہیں ہوتا اور یہ میں نہیں کہتا، خود محبوب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

1: ایمان کی کسوٹی:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت (کامل) مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں، باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

(بخاری شریف)

2: ایمان کی حلاوت:

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین ایسی باتیں ہیں جو کسی شخص میں پائی جائیں تو اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا۔

1......اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کو ایسا ناپسند کرے جیسا کہ آگ میں پڑ جانے کو کرتا ہے۔

2......جس سے محبت کرے، اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔

3......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس کو ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوں۔ (بخاری شریف)

اے میرے مسلمان بھائیو! معلوم ہوا کہ محبت رسول ﷺ ایمان کی جان ہے اور بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اسے اپنی جان، مال، اولاد اور ماں باپ سے بھی بڑھ کر پیارے نہ ہو جائیں۔ اس کی زندہ مثال ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اپنے آقا و مولا ﷺ ہی کو سمجھ لیا تھا۔ وہ تو ہر ہر آن عشق رسول ﷺ میں گم رہتے، جلوۂ محبوب میں ایسے گم رہتے کہ ہر جاہ انہیں محبوب کبریا ﷺ ہی نظر آتے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عشق کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ظاہر و باطن پر آپ ﷺ ہی کی حکمرانی:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ جب اس نے رُخ روشن سے نکلنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھا تو پکار اٹھا۔

یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ، والدین حتیٰ کہ خود اپنی جان و ذات سے بھی زیادہ پیارے ہیں بلکہ میرے ظاہر و باطن پر بھی آپ ہی کی حکمرانی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر، جلد 2، ص 149)

☆ آپ ﷺ کے ہر طرف جانیں لٹا دیں گے:

معرکہ بدر سے پہلے حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے پوچھا تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم حضرت موسیٰ کی قوم نہیں ہیں جو یہ کہیں گے کہ تم اور تمہارا خدا لڑو، ہم تماشا دیکھیں گے، اے میرے آقا ﷺ (ہم آپ کے غلام ہیں، آپ کے ایک اشارے پر) آپ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں جانوں کے ایسے نذرانے پیش کریں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی)

☆ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کا عشق رسول:

میدان بدر میں صف بندی کے موقع پر حضور ﷺ نے حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کے شکم پر عصا مار کر ترتیب درست کی۔ حضرت سواد

انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں بدلہ لوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے خود کو پیش کر دیا۔ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! جب آپ نے میرے شکم پر عصا لگایا تھا، اس وقت میرے شکم سے کپڑا ہٹ گیا تھا لہذا آپ بھی اپنے شکم سے کپڑا اہٹائیے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران ہیں کہ آج حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے شکم سے کپڑا اہٹایا۔ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ شکم مصطفی سے چمٹ گئے، بوسہ لیتے ہوئے عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! جہاد کی تیاری ہے، شہادت کی آرزو ہے، ہوسکتا ہے زندگی وفا نہ کرے۔ بس خواہش تھی کہ آخری وقت میرے جسم کو آپ کے جسم اقدس سے مس ہونے کا شرف حاصل ہو جائے۔ (البدایہ والنہایہ)

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ:

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ، امام ابو طالب مکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ نے بیان کیا۔ دس محرم الحرام بروز جمعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ ستون کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے انگوٹھے

آنکھوں پر لگا لئے۔

قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ الله

یارسول اللہ ﷺ! آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اذان مکمل ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! جس نے بھی شوق و محبت سے تجھ جیسا عمل کیا تو رب تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔ (تفسیر روح البیان، جلد 7، ص 272)

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ نے پوچھا: آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا! آج پیر کا دن ہے۔ یہ سن کر آپ عشق رسول میں گم ہوکر فرمانے لگے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج رات تک اس دنیا سے رخصت ہوجاؤں (تاکہ میری وفات کا دن اور پیارے محبوب ﷺ کے وصال کے دن میں موافقت ہوجائے) نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں آج رات فوت ہوجاؤں تو میری تدفین میں کل کا انتظار نہ کرنا، کیونکہ میرے نزدیک پسندیدہ دن اور وہ راتیں ہیں جو میرے محبوب آقا ﷺ کی قربت میں گزریں (مسند امام احمد ابن حنبل، حدیث نمبر 45)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عشق مصطفی ﷺ:

جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دنیا

اندھیری ہو گئی۔ یادِ محبوب ہر گھڑی ہر آن ان کو تڑپاتی، کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جہاں وہ اپنے محبوب آقا ﷺ کا ذکر نہ کرتے ہوں۔ عہدِ رسالت کا کوئی واقعہ کسی سے سنتے یا خود بیان کرتے تو عشقِ مصطفیٰ سے آنکھیں نم ہو جاتیں اور شدتِ غم سے آواز بھر آتی۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اپنے آپ پر قابو نہ رہتا اور سخت بے چینی کے عالم میں مجلس سے اٹھ کر کھڑے ہوتے۔ جب تک گھر پہنچ کر تبرکاتِ رسول ﷺ کی زیارت نہ کر لیتے، چین نہ آتا تھا۔

ایک دن بیان کر رہے تھے کہ میں نے کبھی کوئی ریشم محبوبِ کبریا ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا، نہ کوئی خوشبو محبوبِ کبریا ﷺ کے بدنِ اقدس سے زیادہ خوشبودار سونگھی۔

اسی طرح بیان کرتے کرتے فرطِ محبتِ مصطفیٰ سے اتنے بے قرار ہو گئے کہ گریہ طاری ہو گیا۔ روتے روتے جذبۂ عشقِ رسول نے جوش مارا تو زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آ گئے۔

قیامت کے دن جب حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی تو عرض کروں گا، یارسول اللہ ﷺ! اے میرے آقا! آپ کا ادنیٰ غلام انس حاضر ہے۔ کرم کر دیجئے، نگاہ فرما دیجئے، دامن میں چھپا لیجئے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عشقِ رسول

تھا۔ حقیقت میں انہوں نے ثابت کردیا کہ ایمان کی جان عشق خیرالانام ﷺ ہے۔ جس کے دل میں عشق رسول ہے، وہی کامل مومن ہے اور جس کے دل میں عشق رسول نہیں، وہ جتنی چاہے عبادت کرلے، تبلیغیں کرلے، ایمان کی حلاوت اور چاشنی کو وہ نہیں پاسکتا۔

مسلمان
اور تعظیم وادب

☆مسلمان باادب ہونا چاہئے:

جس طرح عشق رسول ایمان کی جان ہے، اسی طرح نبی پاک ﷺ کی تعظیم وادب ایمان کا جز ہے، اگر کوئی کلمہ پڑھتا ہے مگر اس کے دل میں نبی پاک ﷺ کی تعظیم وادب نہیں ہے تو ایسا شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نبی پاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ سورۂ فتح کی آیت نمبر 9 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ

ترجمہ: کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

سورۂ فتح کی آیت نمبر 9 کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شان حبیب الرحمن کے صفحہ نمبر 218 پر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم ہمارے محبوب ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا، اس میں کسی قسم کی تعظیم کی قید نہیں لگائی گئی بلکہ جو تعظیمیں کہ شریعت نے حرام

فرمائی ہیں، جیسے تعظیمی سجدہ کرنا اور تعظیمی رکوع کرنا وغیرہ ان کے سوا جو تعظیم بھی تم سے ممکن ہو، وہ کرو، کلام میں تعظیم کرو کہ ان کا نام اقدس عظمت سے لو، ان کو خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہو، باقی جو کلمے تعظیم کے ملیں، کہو، ان سے نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز کی تعظیم، بال مبارک کو چومنا، نعلین پاک یا نقش نعلین پاک کی تعظیم، ان کے مبارک نام کی اور ان کے شہر پاک کی، غرض کہ جس چیز سے ان کو نسبت ہو جائے، ان تمام چیزوں کی تعظیم کرو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بزرگان دین کی سیرت کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ بڑے باادب ہوا کرتے تھے۔ حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی بھی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ان کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1: حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والے پانی کی تعظیم:

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کے لئے پانی لایا گیا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے وضو کے بچے پانی کو لیا اور اپنے (چہروں) پر ملنا شروع کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ظہر کی دو رکعت اور عصر کی دو رکعت نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ کے سامنے نیزہ تھا۔ حضرت ابوموسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک پیالہ پانی منگوایا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنے ہاتھ اور مونہہ کو دھویا اور اس میں کُلّی فرمائی پھر ان دونوں (حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما) کو فرمایا اور اس میں کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈالو۔ (بخاری شریف، کتاب الوضوء، حدیث نمبر 186)

2: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ:

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں جسے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں نقل فرمایا کہ خلیفہ بننے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر رسول کی اس سیڑھی پر کبھی نہ بیٹھے، جہاں محبوب کبریا ﷺ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ ادب رسول کی وجہ سے تھا۔

3: موئے مبارک کا ادب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے اپنی جگہ میں تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ نے حجام کو بلایا اور اپنے سر اقدس کے داہنی طرف سے بال مبارک منڈوائے اور حضرت ابوطلحہ

انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں طرف کے بال منڈوائے اور وہ بھی حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

(مسلم شریف' کتاب الحج' حدیث نمبر 3154)

4: موئے مبارک سے شفاء:

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس حضور ﷺ کا موئے مبارک تھا۔ تو وہ حضور ﷺ کے اس بال کو نکالتیں جس کو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے مریض کو شفا ہو جاتی) (بخاری شریف)

5: صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادب رسول ﷺ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 1014)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادب دیکھئے کہ یہ نہ کہا کہ آپ ﷺ نے ادھوری نماز پڑھائی یا آپ ﷺ نے غلطی کر دی بلکہ ادب کے ساتھ عرض کی: کیا نماز کم ہو گئی ہے۔ سبحان اللہ

6: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ادب:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ مسلسل کھڑے رہے حتی کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا۔ ہم نے پوچھا: آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور حضور ﷺ کو کھڑا رہنے دوں۔ (بخاری شریف، کتاب التہجد، حدیث نمبر 1135)

اے میرے مسلمان بھائیو! حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کس چیز کو بری بات کہا، انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھنے کو بری بات کہا۔ ان کے دل میں نبی پاک ﷺ کی تعظیم و ادب اتنا تھا کہ حالت نماز میں بھی ان کی غیرت ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ حضور ﷺ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں۔

7: بے ادب کا انجام:

حضرت حکیم بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص

حضور علیہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور جب حضور علیہ ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا۔ حضور علیہ ﷺ نے اسے دیکھ لیا تو رب تعالیٰ نے آپ علیہ ﷺ کی زبان اقدس پر یہ جملہ جاری کر دیا "تو ایسا ہی ہو جا" پھر اس گستاخ و بے ادب کا مونہہ (ایسا ٹیڑھا ہوا کہ) مرتے دم تک سیدھا ہی نہیں ہوا۔ (خصائص الکبریٰ)

اے میرے مسلمان بھائیو! جس طرح زمانہ ترقی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، تعظیم و ادب اس قدر کم ہوتی جا رہی ہے، بے ادبی کی آگ کثیر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ ہر محاذ پر ایرا غیرا آدمی جس کو طہارت کرنا نہیں آتا، وہ دین اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کے کلمات بول جاتا ہے۔ یہ لوگ سستی شہرت اور مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

یاد رہے کہ نبی پاک علیہ ﷺ کے شعر (بال مبارک) کو توہین کی نیت سے کسی نے شعیر کہا (لفظ کو بگاڑا) تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور بعض کے نزدیک توہین کی نیت نہ بھی ہو تب بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا (رسائل ابن عابدین شامی، ص 326، مطبوعہ لاہور)

سچے مسلمان کو چاہئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام، حضور علیہ ﷺ، صحابہ کرام

علیہم الرضوان، اہلبیت اطہار اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کی تعظیم و ادب کرے ورنہ بے ادبی اس کے سارے نیک اعمال برباد کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باادب رکھے۔ ہر قسم کی بے ادبی اور بے ادبوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

مسلمان کسی بھی صحابی سے عداوت نہیں رکھتا:

☆مسلمان کسی بھی صحابی سے عداوت نہیں رکھتا:

نبی پاک ﷺ کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان متقی، عادل اور جنتی ہیں۔ ان کا ذکر، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم وتوقیر واجب ہے اور کسی بھی صحابی کے ساتھ برا عقیدہ رکھنا بدمذہبی وگمراہی اور جہنم کا مستحق ہونا ہے۔ دنیا کے تمام اولیاء، ابدال، غوث اور قطب بھی جمع ہو جائیں تو کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

حدیث شریف = حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو تمہاری شرارت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(ترمذی، ابواب المناقب، حدیث نمبر 1800)

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے حق میں خدا تعالیٰ کا خوف کرو۔ انہیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے انہیں محبوب رکھا، میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا، وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اس لیے اس نے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں ایذا دی، اس نے

مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی، اس نے بے شک خدائے رحمن کو ایذا دی جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے۔ (ترمذی، کتاب المناقب، حدیث نمبر 3888)

حدیث شریف = حضرت امام طبرانی، امام حاکم نے عویر ابن ساعدہ سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میری صحبت کے لیے میرے صحابہ کو پسند فرمایا۔ ان ہی صحابہ میں سے میرے انصار (مددگار) وزراء ...... جو انہیں برا کہے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو۔ رب تعالیٰ اس کے فرائض ونوافل کو بھی قبول نہ فرمائے گا۔ (کتاب امیر معاویہ، ص28)

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں لیکن آپ ﷺ نے نماز جنازہ نہ پڑھی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! اس سے پہلے ہم نے آپ ﷺ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہوا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ سے بغض رکھتا ہے)

(ترمذی، ابواب المناقب، حدیث 1643)

حدیث شریف = حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی منافق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں ہوسکتی اور کوئی مومن آپ رضی اللہ عنہ سے بغض نہیں رکھتا۔ (ترمذی، ابواب المناقب، حدیث نمبر 1651)

حدیث شریف = حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے عشرہ مبشرہ کے فضائل بیان فرمائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی یوں ذکر فرمایا۔ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) میرے رازداروں میں سے ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی، وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا، ہلاک ہوگیا۔

(ریاض النضرہ، باب ثانی جلد اول، ص38)

تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت ایمان کا جز ہے۔ ہر وہ صحابی جن کو حضور ﷺ سے نسبت حاصل ہے، ہمیں ان سے سچی محبت رکھنی چاہئے اور ان کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی سے بچنا چاہئے، جو لوگ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ان پر طعن کرتے ہیں، ان پر بہتان لگاتے ہیں، ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی بھی لعنت ہے۔ وہ لوگ بغض صحابہ کی وجہ سے دنیا میں

ذلیل وخوار ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ذرا سوچئے! دشمنان صحابہ کی ان شرارتوں سے رب تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی۔ حضور ﷺ کتنے ناراض ہوتے ہوں گے، دشمنانِ صحابہ روز محشر کس مونہہ سے محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کریں گے۔

مسلمان اہلبیت اطہار سے کبھی عداوت نہیں رکھتا

☆ مسلمان اہلبیت اطہار سے کبھی عداوت نہیں رکھتا:

اہلبیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مراد نبی پاک ﷺ کے گھر والے ہیں۔ اہلبیتِ اطہار سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے اور ان سے عداوت حضور ﷺ سے عداوت ہے۔ اہلبیتِ اطہار سے محبت اس اُمت پر واجب ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے سینوں میں اہلبیتِ اطہار کی محبت کے چراغ جلائے رکھے چنانچہ قرآن مجید سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر 23 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں۔

اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کر کے بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا اور عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ یہ مال آپ کی نذر ہے، قبول فرمائیے۔ نبی پاک ﷺ وہ اموال واپس فرما دیے اور فرمایا: میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو، اس پر سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر 23 نازل ہوئی۔

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے بیٹے حسن اور حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اہلبیت سے بغض رکھنے والے جہنمی ہیں:

حدیث شریف = حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے۔ پس میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! جو ہمارے اہلبیت سے بغض رکھتا ہے، اللہ

تعالیٰ اسے روز قیامت یہودیوں کے ساتھ جمع کرے گا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر وہ نماز روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور اپنے آپ کو مسلمان گمان ہی کیوں نہ کرتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ روزہ اور نماز کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔

(طبرانی معجم الاوسط، حدیث نمبر 4002)

حدیث شریف = امام طبرانی اور امام حاکم روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مقیم ہو، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور اس حالت میں مرے کہ میرے اہلبیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ان تمام احادیث سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ بندہ کلمہ پڑھتا ہو، نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، مذہبی حلیہ والا ہو، قرآن وسنت کی بات کرتا ہو لیکن اگر اس کے دل میں اہلبیت اطہار کی نفرت ہے تو پھر وہ جہنمی ہے۔ اس کی عبادت اسے کوئی نفع نہ دے گی، موجودہ دور میں ایسے اسکالر بھی ہیں جو امام حسین رضی اللہ عنہ پر یزید پلید کو فوقیت دیتے ہیں۔ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں، ایسے لوگ اپنے ایمان کی فکر کریں کیونکہ مسلمان کبھی بھی اہلبیت سے نفرت نہیں کرتا۔

مسلمان اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے عداوت نہیں رکھتا

☆ مسلمان اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے عداوت نہیں رکھتا:

اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے رب تعالیٰ بہت محبت فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے اپنے دوستوں کی شان و عظمت کو بیان فرمایا ہے لہذا ایسے محبوب بندوں سے عداوت و نفرت رکھنا رب تعالیٰ کو ایذا دینا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتے ہیں، ان کے متعلق سورۂ احزاب کی آیت نمبر 57 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث شریف = حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے ولی سے ذرہ سی بھی دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا۔

(سنن ابن ماجہ (مترجم) حدیث نمبر 1787)

حدیث شریف = حضور ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص

میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے، میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔(بخاری شریف (مترجم) کتاب الرقاق، حدیث نمبر 1422)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے سچی محبت رکھنی چاہئے، ان کی عداوت سے دلوں کو زنگ آلود نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رہے اولیاء اللہ سے عداوت، رحمن سے عداوت اور اولیاء اللہ کی محبت، رحمن کی محبت ہے۔

محبتِ اولیاء اللہ کے ثمرات:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کے لیے کسی دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو متعین کیا۔ جب وہ شخص اس فرشتے کے پاس پہنچا تو فرشتے نے دریافت کیا۔ تم کہاں جا رہے ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ میں بستی میں اپنے (دینی) بھائی سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے دریافت کیا۔ کیا تم اس کے کسی احسان کا بدلہ چکانے کے لیے جا رہے ہو تو اس شخص نے جواب دیا: نہیں! میں اس کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں (اور اسی وجہ سے اسے ملنے جا رہا ہوں) وہ فرشتہ بولا: میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں (اور تمہارے لیے یہ پیغام ہے) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اسی طرح محبت کرتا

ہے۔ (جس طرح) تم اس کی وجہ سے اس شخص کے ساتھ محبت کرتے ہو۔

(مسلم شریف (مترجم) کتاب البر والصلۃ والادب، حدیث 6424)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت و عقیدت رکھنا باعث سعادت ہے اور ایسے لوگوں کے لیے خوشخبری ہے کہ رب تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔

مسلمان کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا

☆مسلمان کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا:

حدیث شریف=حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جس نے (بلاوجہ شرعی) کسی مسلمان کو ایذا (تکلیف) دی، اس نے مجھے ایذا (تکلیف) دی اور جس نے مجھے ایذا (تکلیف) دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (طبرانی معجم الاوسط، جلد 2، ص 387، حدیث نمبر 3607)

ذرا سوچئے کہ کون سا مسلمان اس بات کو گوارا کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دے اور جہنم کے عذاب کا مستحق قرار پائے۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔

☆خارش مسلط کر دی جائے گی:

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جہنمیوں پر ایک قسم کی خارش مسلط کر دی جائے گی، جس کی وجہ سے وہ اپنے بدنوں کو کھجائیں گے، یہاں تک کہ ان میں سے کسی کی ہڈی ظاہر ہو جائے گی تو ندا کی جائے گی: اے فلاں! کیا تجھے اس کی وجہ سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا: ہاں تو ندا دینے والا کہے گا: یہ اس کا بدلہ ہے جو تم مسلمانوں کو تکلیف دیتے تھے۔

(احیاء العلوم، جلد 2، ص 242)

اے میرے مسلمان بھائیو! مسلمان کو بلاوجہ شرعی تکلیف دینے والا اپنی زندگی میں، موت کے وقت، قیامت کے دن اور پھر جہنم کے عذاب کی وجہ سے تکلیف میں آ جائے گا، مگر افسوس ہم سدھرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو تکلیف دینا ہمارے نزدیک یوں لگتا ہے کہ کوئی عیب ہی نہیں۔ بعض اوقات ہم جان بوجھ کر تکلیف دیتے ہیں اور اس کا ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ہم کس کس انداز سے دوسروں کے لیے باعث تکلیف بن سکتے ہیں؟

1...... بلاقصور مسلمان کو تیز نظر سے گھورنا ڈرانا یہ اس کو تکلیف دینا ہے۔

2...... کسی پر احسان کر کے پھر احسان جتانا بھی اسے تکلیف دینا ہے۔

3...... کسی مسلمان کے یہاں مہمان بن کر اس کی خدمات مثلاً کھانا، بستر وغیرہ میں سے عیب نکالنا، اسے تکلیف دینا ہے۔

4...... مریض کی عیادت کے لیے جا کر فضول سوالات کر کے اور زیادہ دیر بیٹھنا اسے تکلیف دینا ہے۔

5...... بلاوجہ کسی کا خط، ای میل، ذاتی ڈائری پڑھنا اسے تکلیف دینا ہے۔

6...... اپنے گھر کا کچرا پڑوسیوں کے دروازے پر پھینکنا، اپنے گھر میں شور مچانا، اس کے گھر میں جھانکنا اور ان کے بچوں کو جھاڑنا، مارنا پڑوسیوں کو تکلیف دینا ہے۔

7...... پریشان کن جھوٹی خبریں کسی کو بتا کر پھر یہ کہہ دینا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا یا اپریل فول منا رہا تھا، مسلمان کو تکلیف دینا ہے۔

8...... دکان اور مکان کے باہر جگہوں پر قبضہ کر لینا، راستہ بند کر دینا، گاڑیاں لگا کر دوسروں کو پریشانی میں ڈالنا مسلمان کو تکلیف دینا ہے۔

9...... بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی اور بہنوں کا وراثت میں سے حصہ نہ دینا ان کا حق دبانا بھی ان کو سخت تکلیف دینا ہے۔

10...... ماں باپ کو چاہئے کہ اولاد کے درمیان برابری کا سلوک کرے، کچھ کو دینا اور کچھ کو محروم رکھنا اور کسی کو بار بار ڈانٹنا اور غصہ کرنا اور کسی کو پیار و محبت اور تحفے دینا اولاد کو تکلیف دینا ہے۔

11...... بغیر اجازت کسی کی چیز کو استعمال کرنا اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا ہے۔

12...... جو شخص گناہوں اور بری عادتوں سے سچی توجہ کر چکا ہو، اس کو گناہوں پر عار دلانا بہت ہی برا ہے اور یہ مسلمان بھائی کو تکلیف دینا ہے۔

13 ...... اپنے مسلمان بھائی کو طنز کرنا، اس سے طنزیہ گفتگو کرنا، اُسے تکلیف دینا ہے۔

14 ...... نمازیوں کی گردنیں پھلانگنے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ مسلمانوں کو تکلیف دینا ہے۔

15 ...... اپنے مونہہ کو بدبو سے پاک رکھنا چاہئے کیونکہ اس سے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچتی ہے۔

16 ...... چھٹی کے دن یا چھٹی سے ایک دن قبل یا ماہ رمضان کی مقدس راتوں میں گلی محلے کو میدان سمجھ کر کرکٹ، فٹ بال وغیرہ کھیل کر شور مچا کر محلے والوں کی نیند خراب کرنا، یہ مسلمانوں کو تکلیف دینا ہے۔

17 ...... بار بار یعنی مسلسل موبائل پر فون کرنا یا کسی کو ایس ایم ایس کرنا اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا ہے۔

18 ...... اپنے گھروں کی کھڑکیوں اور گیلریوں سے کچرا یا دیگر چیزیں پھینکنا اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف دینا ہے۔

19 ...... دوسروں کے گھر اور دکان کی دیواروں پر بلا اجازت چاکنگ کر کے اسے بدنما کر دینے، گوند سے کاغذی اشتہار چپکا کر دیوار خراب کر دینا مسلمان کو تکلیف دینا ہے۔

20......کسی کی بات کاٹنا، بن مانگے مشورہ دینا، گلیوں اور سڑکوں پر کیلے کے چھلکے پھینکنا مسلمان بھائیوں کو تکلیف دینا ہے۔

21......محافلوں میں رات بھر یا رات دیر تک بلند آواز سے لاوُڈ اسپیکر کا استعمال مسلمانوں کو تکلیف دینا ہے۔

22......کسی کا راز فاش کرنا، قطار توڑ کر بیچ میں گھسنا، مسلمان بھائی سے گلے یا ہاتھ ملاتے ہوئے اسے زور سے دبانا، گاڑیوں میں پریشر ہارن لگا کر شارع عام پر زور زور سے بجانا، کپڑوں میں پسینے کی بدبو آ رہی ہو تو مسجد میں آ کر نمازیوں کے برابر میں آ کر کھڑا ہونا مسلمانوں کو تکلیف دینا ہے۔

یوں تو کئی باتیں ہیں مگر میں نے صرف چند باتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں تاکہ ہم ان کو مدنظر رکھ کر مسلمانوں کو تکلیف دینے سے بچیں۔

مسلمان خودکشی
سے بچتا ہے
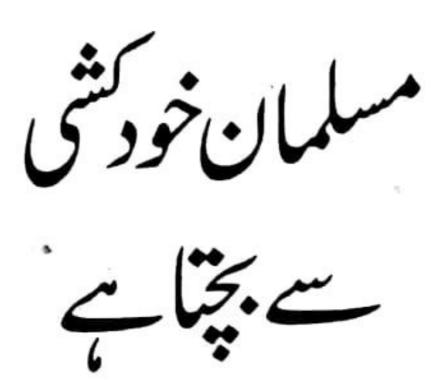
☆مسلمان خودکشی سے بچتا ہے:

سچا مسلمان تقدیر پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جتنا رزق میرے رب نے میرے مقدر میں لکھا ہے، وہ مجھے ضرور ملے گا لہذا ایسا شخص کبھی خودکشی نہیں کرے گا۔ خودکشی کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن و حدیث میں بھی خودکشی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

ترجمہ: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے۔

احادیث کریمہ میں بھی خودکشی کی مذمت کی گئی ہے چنانچہ حضور علیہ السلام ﷺ کا ارشاد پاک ہے جو خود کو کسی لوہے (کے ہتھیار) سے قتل کرے تو وہ اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ جہنم کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خود کو مار ڈالا تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ جہنم کی آگ میں اسے پیتا رہے گا اور

ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کرلیا، وہ جہنم کی آگ میں (بلندی سے) گرتا رہے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا (مسلم کتاب الایمان، حدیث 109)

اسی مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 110 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے اور جو جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے اسی چیز کے ذریعہ عذاب دے گا۔

اے میرے مسلمان بھائیو! رزق کو وعدہ فرمایا گیا ہے جو ہمارے مقدر میں لکھا ہوا ہے، وہ ضرور ملے گا تو اگر کوئی وقتی طور پر تنگی، پریشانی، مصیبت اور آزمائش آجائے تو دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنے مالک حقیقی پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے خودکشی سے بچنا چاہئے، سچا مسلمان کبھی بھی خودکشی نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آج میں اس معمولی تکلیف کی وجہ سے اگر خودکشی کروں گا تو اس سے کہیں گنا زیادہ تکلیف مجھے قبر اور جہنم میں ہوگی لہذا میں کم تکلیف پر ہی صبر کروں کیونکہ جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہوسکتا۔

مسلمان دیّوث یعنی
(بے غیرت) نہیں ہوتا

☆مسلمان دَیُّوث نہیں ہوتا
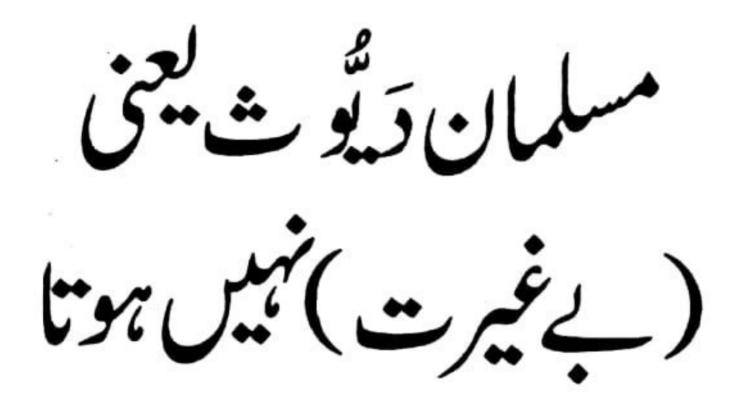
حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن پر رب تعالیٰ نے جنت حرام فرمادی ہے۔ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پیے، دوسرا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے اور تیسرا دَیُّوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے۔(مسند امام احمد ابن حنبل، جلد 2، ص 351، حدیث نمبر 5372، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر فرماتے ہیں کہ جو اپنی بیوی بچوں کو زنا یا بے حیائی، بے پردگی، اجنبی مردوں سے اختلاط، بازاروں میں خوب تیار ہو کر بے پردہ پھرنے سے اور ناچ گانے وغیرہ سے طاقت ہونے کے باوجود نہ روکے تو ایسا شخص دَیُّوث (یعنی بے غیرت) ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنی بہن، بیٹی اور بیوی کو بے پردہ گھومنے پھرنے سے روکیں، پیار و محبت سے ان کی اصلاح کریں اور اگر اس کے باوجود وہ نہ مانیں تو پھر مرد دَیُّوث نہیں ہے، صرف خواتین گنہگار ہوں گی۔

مسلمان کبھی بھی زنانی وضع اختیار نہیں کرتا

☆مسلمان کبھی بھی زنانی وضع اختیار نہیں کرتا

مسلمان اپنے مولا اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے ارشادات کا پابند ہوتا ہے جن کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ نے روکا ہے، ان کاموں سے وہ بچتا ہے، انہی برے کاموں میں سے ایک کام مردوں کا زنانی کاموں کو اختیار کرنا ہے، ایسے لوگوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

حدیث شریف = حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زنانی وضع بنانے والے مردوں اور مردانی وضع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر 5886)

حدیث شریف = حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے، لعنت فرمائی ہے۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، حدیث نمبر 4098)

اے میرے مسلمان بھائیو! موجودہ دور میں مردوں نے عورتوں کی

وضع کو اپنانا شروع کر دیا اور عورتوں نے مردوں کی وضع کو اپنانا شروع کر دیا مثلاً مردوں نے بال اتنے بڑھائے کہ کاندھوں تک رکھنا شروع کر دیئے جبکہ عورتیں بھی مردوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بال رکھتی ہیں، مردوں نے کانوں میں بالیاں پہننا شروع کر دیں جبکہ عورتوں نے بالیاں کانوں سے اتار دیں۔ مردوں نے عورتوں جیسے لباس پہننا شروع کر دیا جبکہ عورتوں نے ٹی شرٹ اور جینز کی پینٹ پہننی شروع کر دی۔ مردوں نے لمبی لمبی شلواریں ٹخنوں سے نیچے تک پہننا شروع کر دیں جبکہ عورتوں نے ٹخنوں سے اوپر پہننا شروع کر دیں۔ ایسے مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ لعنت کے مستحق ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں۔

مسلمان لعن طعن اور گالیاں دینے والا نہیں ہوتا

☆مسلمان لعن طعن اور گالیاں دینے والا نہیں ہوتا:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومن لعنت کرنے والا، طعنہ دینے والا، فحش گو اور بے ہودہ گفتگو کرنے والا نہیں ہوتا۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، حدیث نمبر 2597)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 ص 355 پر فرماتے ہیں کہ یہ نہ کہو کہ تجھ پر خدا کی لعنت، اللہ کی پھٹکار، نہ یہ کہو کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب، اللہ تعالیٰ کا قہر وغیرہ، لعنت و غضب کی بددعا نہ کرو، نہ یہ کہو کہ تو جہنم میں جائے یا تیرا ٹھکانہ دوزخ ہو یا تجھے خدا تعالیٰ دوزخ میں یا آگ میں ڈالے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! اگر ہم معاشرے پر نظر ڈالیں تو ہر دوسرا شخص گالیاں دیتا اور لعنت کرتا نظر آتا ہے حتیٰ کہ چھوٹا سا گلی کا بچہ بھی اتنی گندی گندی گالیاں دیتا نظر آتا ہے کہ بڑی عمر کے لوگ بھی اپنا مونہہ چھپالیں اور بعض لوگ تو بات بات پر ایسے گالیاں دے رہے ہوتے ہیں کہ جیسے گالیاں دینا زبان کا ایک حصہ ہے۔ یاد رہے کہ مسلمان کبھی گالیاں نہیں دیتا۔ اس لیے ہمیں اپنی زبانوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

مسلمان کاہن اور نجومی کے پاس نہیں جاتا

☆مسلمان کاہن اور نجومی کے پاس نہیں جاتا:

بعض نادان لوگ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔ اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں، فالنامے نکلواتے ہیں پھر اس کے مطابق آئندہ زندگی کا لائحہ عمل بناتے ہیں جبکہ نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں کو اس کام سے روکا ہے چنانچہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کو سچ جانا بلاشبہ اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی (ابوداؤد، کتاب الطب، حدیث نمبر 3904)

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا پھر اس کی تصدیق کی تو ایسے شخص کی 40 دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

(مسلم، کتاب السلام، حدیث 2230)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور عقیدہ ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو خالص کفر ہے اور اگر بطور اعتقاد تیقن (یعنی یقین رکھنے کے) نہ ہو مگر

میل ورغبت کے ساتھ ہوتو گناہ کبیرہ ہے اور اگر ہنسی مذاق کے طور پر ہوتو برا اور حماقت ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ نمبر 155)

ہمارے معاشرے میں نجومیوں کے پاس جانے کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ہم بے علم نجومیوں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔وہ نجومی، جوتشی اور جعلی عامل جنہیں خود اپنا پتہ نہیں ہوتا کہ کل کس فٹ پاتھ پر بیٹھنا ہے، وہ کون سا چوراہا ہے جہاں پولیس نہیں آئے گی۔ایسے لوگوں کے پاس جا کر لوگ اپنا حال معلوم کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ لوگ دھوکے باز ہیں۔جھوٹ اور فریب دینا ان کا مشن ہے۔ہم الحمدللہ مسلمان ہیں اور مسلمان تو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے کہ جو کچھ میرے رب نے میرے مقدر میں لکھا ہے، وہی ہوگا لہذا اپنے رب پر یقین کامل رکھیں اور ایسے فریبیوں کے پاس نہ جائیں۔

اگر کوئی مشکل، پریشانی یا بیماری آ جائے تو ایسی صورت میں علمائے اہلسنت اور بزرگانِ دین کی خدمت میں آ کر بیان کریں، وہ آپ کو اس کا بہترین حل بتائیں گے اور آپ کی مشکلات کو دور کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔

مسلمان اپنے رشتہ داروں سے تعلق نہیں توڑتا

☆مسلمان اپنے رشتہ داروں سے تعلق نہیں توڑتا:

رشتوں کی اہمیت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

(سورۂ نساء، آیت نمبر 1)

نبی کریم ﷺ نے بھی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور رشتے داروں سے تعلق توڑنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔

حدیث شریف = حضور ﷺ نے فرمایا: رشتے داروں سے تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم، حدیث نمبر 2556)

حدیث شریف = حضور ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔ (بخاری، کتاب الآداب، حدیث نمبر 6138)

حدیث شریف = جو یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ کیا جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔ (مسلم حدیث نمبر 2557)

حدیث شریف = اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو، اگرچہ سلام کرنے کے ساتھ ہی ہو

(شعب الایمان، جلد 6، ص 226، حدیث 7972)

قاطع رحم سے کون مراد ہے:

ہم کہتے ہیں کہ یہاں وہ شخص مراد ہے جو غنی ہونے کے باوجود اپنے غریب رشتے داروں کے ساتھ قطع رحمی کرے اور یونہی یہاں وہ شخص بھی مراد ہے جو بے مروتی، اپنی کوتاہی اور بے وقوفی کے سبب اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی کرے۔

مسلمان فضول خرچی نہیں کرتا

☆مسلمان فضول خرچی نہیں کرتا:

رب تعالیٰ نے مسلمان کو صرف اسی لیے دولت اور سرمایہ دیا ہے تا کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر خرچ کرے۔فضول خرچی کرنے والوں کو قرآن مجید میں شیطان مردود کا بھائی قرار دیا گیا چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 26 اور 27 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا

ترجمہ: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو (بھی دو) اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

اس آیت کے تحت امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن جلد 3 صفحہ نمبر 172 پر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''تبذیر'' کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں مال خرچ

کرنے کا حق ہے، اس کی بجائے کہیں اور خرچ کرنا ''تبذیر'' ہے لہذا اگر کوئی شخص اپنا پورا مال حق یعنی اس کے مصرف میں خرچ کردے تو وہ فضول خرچی نہیں اور اگر کوئی ایک درہم بھی باطل یعنی ناجائز کام میں خرچ کر دے تو وہ فضول خرچی کرنے والا ہے۔

عزیزان گرامی! موجودہ دور میں فضول خرچی بہت بڑھ چکی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ دخل دکھاوے کا ہے کیونکہ ہم اپنی واہ واہ کے لیے بلاضرورت لاکھوں روپیہ ضائع کر دیتے ہیں اور ہمیں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ فضول خرچی، شادی بیاہ کی رسومات پر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد پھر دوسری جگہوں کا نمبر آتا ہے، میں آپ کی خدمت میں، چند مقامات کی نشاندہی کرتا ہوں تاکہ ہماری اصلاح ہو۔

1......مہندی کے موقع پر لاکھوں روپے پانی کی طرح ضائع کیے جاتے ہیں۔

2......شادی کے موقع پر آتش بازی پر ہزاروں روپے ضائع کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہوائی فائرنگ سے لوگ زخمی ہوتے ہیں، وہ الگ وبال ہے۔

3......شادی ہال جنہیں بینکویٹ کہا جاتا ہے، صرف بینکویٹ ہی

لاکھوں روپے کا ہوتا ہے، باقی کھانا الگ ہوتا ہے۔

4...... پانچ یا چھ ڈشوں سے بھی اچھی دعوت ہوجاتی ہے مگر مالداروں کا یہ حال ہے کہ وہ پچیس اور بیس بیس ڈشوں کا اہتمام کرتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے کہ آدھا کھانا ضائع ہوتا ہے۔ مہمان عجلت میں پلیٹوں کی پلیٹیں بھر لیتے ہیں مگر اسے نہیں کھا پاتے اور پھر یہ کھانا ضائع ہوتا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! خدارا! فضول خرچی سے بچیے، جب بھی خرچ کریں، میانہ روی سے خرچ کریں۔ یاد رہے جتنا فضول خرچ کریں گے، قیامت کے دن ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا لہذا کوشش کریں کہ صرف اور صرف بھلائی کے کاموں میں خرچ کریں ورنہ تو ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے کہ نیک کاموں میں خرچ کرنے کے لیے مال نکلتا نہیں اور اپنی ذات کے لیے، نمود و نمائش کے لیے، اپنی واہ واہ کے لیے فضول خرچیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

مسلمان اچھی صحبت
اختیار کرتا ہے

☆مسلمان اچھی صحبت اختیار کرتا ہے:

ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ تباہی بری صحبت نے پھیلائی ہے۔ والدین اپنی اولاد کو چھوٹی عمر سے گلیوں میں چھوڑ دیتے ہیں اور ان پر خاص نظر نہیں رکھتے۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اولاد دین سے دور، نیکی اور نمازوں سے دور ہوجاتی ہے اور ان میں سے کوئی شرابی، کوئی چرسی، کوئی زانی، کوئی ہیروئنچی، کوئی چور، کوئی ڈکیت، کوئی دہشت گرد تنظیموں میں شامل ہوجاتا ہے اور اس سے بڑھ کر اگر کوئی بدمذہب اس کا دوست ہو تو اس کو ایمان کی دولت سے بھی محروم کردیتا ہے۔ گھر آ کر شرک و بدعت کے جھوٹے فتوے داغتا ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اولاد پر نظر رکھیں اور اولاد کو بھی چاہئے کہ جب وہ جوان ہوجائے تو اسکول، کالج، یونیورسٹی اور دکان یا دفتر میں اچھے اور نیک لوگوں سے دوستی رکھے ورنہ بری صحبت سخت نقصان دہ ہے اور یہ نبی پاک ﷺ نے ہمیں بتایا ہے چنانچہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نہ کسی کو مصاحب بناؤ (یعنی دوست بناؤ) مگر مومن کو اور نہ کسی کے ساتھ کھانا کھاؤ مگر پرہیزگار کے۔ (ابوداؤد، حدیث

نمبر 1405)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا تم دیکھ لیا کرو کہ کس کو دوست بنا رہے ہو۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر 1406)

اے میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث پاک سے ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یار کی یاری سے کام، یار کی کرنی سے کیا کام۔ یاد رکھیے یہی دوستی کئی مرتبہ ایمان کا نقصان کروا دیتی ہے۔ آج ایسے ہزاروں لوگ معاشرے میں موجود ہیں جو صرف اور صرف گستاخوں اور بے ادبوں سے دوستی رکھنے کی وجہ سے اپنے ایمان کو کھو بیٹھے، بدعقیدہ ہو گئے لہذا عاشقان رسول ﷺ کی صحبت اختیار کریں ورنہ تنہا رہیں اور دینی کتابوں سے دوستی کریں۔

بدمذہبوں کو اپنی بیٹیاں نہ دیں، نہ لیں:

حدیث شریف = حضور ﷺ نے (بدمذہبوں کے متعلق) ارشاد فرمایا:

وَلَا تُجَالِسُوهُمْ (یعنی ان کے پاس مت بیٹھنا)

وَلَا تُوَاكِلُوهُمْ (یعنی ان کے ساتھ کھانا مت کھانا)

وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ (یعنی ان کے ساتھ پانی مت پینا)

وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ (یعنی ان کے ساتھ نکاح مت کرنا)

وَاِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ (یعنی وہ بیمار پڑیں تو عیادت کو مت جانا)

وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ

(یعنی ان کے کے ساتھ نماز مت پڑھنا)

وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ (یعنی وہ مرجائیں تو ان کے جنازے پر مت جانا)

وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ (یعنی اور ان پر نماز مت پڑھنا)

(کنز العمال' جلد 11 'ص 237 'حدیث نمبر 32539)

اے میرے مسلمان بھائیو! آپ نے مکمل حدیث پاک پڑھی۔ اس میں بدمذہبوں کے ساتھ نماز پڑھنے، نکاح کرنے سے منع کیا گیا لہذا معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب بظاہر کلمہ پڑھنے والے، نماز پڑھنے والے ہوں گے مگر ان کے عقائد و نظریات اسلام مخالف ہوں گے۔

ایک بات نبی پاک ﷺ نے یہ بھی فرمائی وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ یعنی بدمذہبوں کے ساتھ نکاح مت کرو۔ معلوم ہوا کہ بدمذہبوں کو نہ اپنی بیٹی

دی جائے اور نہ ہی ان کی بیٹی لی جائے۔ بدمذہبوں کو بیٹی دینے کے متعلق حضور ﷺ نے دل ہلا دینے والا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف = حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کسی کو یہ پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے! تم اسے برا جانو گے۔

(ابن ماجہ، ابواب النکاح)

معلوم ہوا کہ بدمذہبوں کو اپنی بیٹیاں دینا یا ان کی بیٹیاں لینا سخت منع ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ جتنی اولاد ہوتی ہے، وہ سب بدمذہب بن جاتی ہے لہٰذا کوشش کریں کہ جب بھی آپ کی بیٹی کا رشتہ آئے، تنخواہ، عمر، تعلیم کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی ضرور پوچھئے۔ حکمت عملی یہ رکھیں کہ تنخواہ، عمر اور تعلیم پوچھتے پوچھتے اچانک یہ کہہ دیں کہ کیا میلاد شریف میں آپ کا آنا جانا ہوتا ہے؟ بس میلاد کا نام سن کر چہرہ کھل اٹھے تو سمجھ جائیے گا کہ یہ خوش عقیدہ اور اگر چہرہ مرجھا جائے تو سمجھ جائے گا کہ بدمذہب ہے مگر افسوس کہ ہم لڑکے سے عمر، تنخواہ اور تعلیم تو پوچھتے ہیں مگر بنیادی چیز اس کا عقیدہ نہیں پوچھتے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔

جب بدمذہبوں کے ساتھ کھانے، پینے، نکاح کرنے، ان کی عیادت

کرنے، ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور ان پر نماز پڑھنے سے نبی پاک ﷺ نے منع فرمادیا تو پھر ان کے پیچھے کیسے نماز ہوسکتی ہے؟ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے لیے رکوع و سجود اللہ تعالیٰ کے لیے کیے جاتے ہیں تو پھر بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ بے شک نماز، رکوع اور سجود سب رب تعالیٰ کے لیے ہیں مگر باجماعت نماز میں ہم یہ الفاظ ادا کرکے کہ ''پیچھے اس امام کے'' اپنی نماز امام کے سپرد کردیتے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ کوئی عقلمند مسلمان، اپنی نمازیں کسی بے ادب، گستاخ کے سپرد کرے گا؟

بس یہ جان لیں کہ ہمارا دوست، ہمارا امام صرف اور صرف وہی ہے جو نبی پاک ﷺ کا سچا عاشق، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا باادب، اہلبیت اطہار سے سچی محبت رکھنے والا اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی تعظیم کرنے والا ہے۔

مسلمان
اور جذبہ قربانی
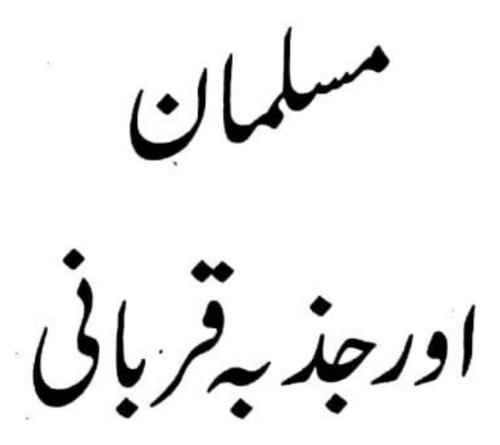
☆مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہوتا ہے:

دین اسلام کے تحفظ اور اس کی سربلندی کے لیے مسلمان مرد کے سینے کو ہر وقت جذبۂ جہاد سے سرشار رہنا چاہیے۔ ہمارے اکابرین نے اس دین کے تحفظ اور اس کی سربلندی کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ تاریخ کے ابواب گواہ ہیں، مجاہدین اسلام نے اپنے دین کے تحفظ اور سربلندی کے لیے اپنا تن، من، دھن سب کچھ لٹا دیا۔ آیئے اس کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1: حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا جذبۂ جہاد:

حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ احد میں) حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کے روبرو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔

اَنَا اَسَدُ اللّٰہِ وَ اَسَدُ رَسُوْلِ

میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کا شیر ہوں

(معرفۃ الصحابہ، جلد 2، ص 19)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس کی منظر کشی کرتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

ان کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیر غراں سطوت پر لاکھوں سلام

غزوۂ احد میں آپ رضی اللہ عنہ ایسی جاں فشانی سے لڑے کہ تن تنہا اکتیس کافروں کو جہنم رسید کیا اور بالآخر آپ نے جام شہادت نوش فرما کر بارگاہ رسالت سے سید الشہداء یعنی تمام شہیدوں کے سردار کا لقب پایا۔

(الاصابہ، جلد 1، ص 528)

جلال حضرت حمزہ مثال مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے مونہہ نہ چڑھتا تھا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پاکر جیش جیش ان سے گریزاں تھا

2: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد:

جب غزوۂ احد کے لیے میدان سجا تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ

عنہ ایسے شہسوار بن کر میدان میں اترے کہ سب دیکھتے رہ گئے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد کی یاد ستاتی تو آپ رونے لگتے اور فرماتے کہ یہ دن تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا ہی تھا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں (افراتفری کے عالم میں) سب سے پہلے حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بڑی بہادری اور جوانمردی سے آپ ﷺ کی حفاظت کر رہا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ خدا کرے یہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہوں اور واقعی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہی تھے اور مجھے اس وقت سب سے بڑھ کر یہی چیز محبوب تھی کہ سرور کائنات ﷺ کی حفاظت پر اس جوانمردی سے جان نچھاور کرنے والا میری قوم کا فرد ہو۔

(تاریخ اسلام، الامام الذہبی، جلد 2، ص 190)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں جب ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے جسم اطہر پر ستر سے زیادہ چھوٹے بڑے زخم تھے اور ان کی انگلیاں بھی کٹ چکی تھیں (معرفۃ الصحابہ......، ابونعیم جلد 1، ص 112)

3: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں، میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ایک پتھر پر دیکھا۔ یہ اس پر چڑھ کر آواز دے رہے تھے، اے مسلمانوں کی جماعت! کیا تم لوگ جنگ سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں۔ کیا تم جنگ سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں۔ آؤ میری طرف آؤ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے کانوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دشمن کے حملے کی وجہ سے ان کا کان کٹ کر لٹک گیا تھا، ہل رہا تھا۔ اس سے خون بہہ رہا تھا مگر وہ اس کی پرواہ کیے بغیر جہاد میں مصروف تھے (مستدرک للحاکم)

4: بچوں کا جذبہ جہاد:

غزوۂ بدر کے دن ابوجہل جو کہ ایک مضبوط فوجی دستے میں گھرا ہوا تھا، جو اس کے باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے رہے تھے، جبکہ غفراء کے دو چھوٹے کمسن بیٹے حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما دونوں اسی تاک میں تھے کہ کب یہ گھیرا منتشر ہو کہ ہم ابوجہل پر حملہ کر دیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غفراء کے

دونوں بیٹوں نے مجھ سے پوچھا کہ چچا جان! ابوجہل کہاں ہے؟ میں نے دور سے اشارہ کیا کہ وہ ہے۔اس کو حفیظ جالندھری یوں قلم بند کرتا ہے۔

وہی بوجہل ہے جو پے درپے بازو ہلاتا ہے
یہ اپنے بھاگنے والوں کو پھر واپس بلاتا ہے

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ بچوں! تم جانتے ہو اس کے گرد فوج کا بہت بڑا دستہ ہے جو اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس پر بچوں نے کیا جواب دیا، اس کو حفیظ جالندھری یوں قلم بند کرتا ہے۔

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ
یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

یہ سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آخر کیا بات ہے، تم ابوجہل ہی کو نشانہ بنانے کی بات کر رہے ہو؟ تو بچوں نے جو جواب دیا، حفیظ جالندھری اس کو یوں قلم بند کرتا ہے

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا (ابوجہل کی طرف) اشارہ کرنا تھا کہ یہ دونوں بجلی کی طرح اس (ابوجہل) پر گرے اور

اس کو پہلے ہی وار میں گھوڑے سے گرا دیا (بخاری شریف)

5: کمسن مجاہد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا جذبۂ جہاد:

جب ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں غزوۂ بدر کی تیاری ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کمسن بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے واپس کرنا چاہا کہ یہ کمسن ہیں، دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکیں گے، لیکن حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور تڑپ اٹھے۔ ان کا یہ جذبہ اور تڑپ دیکھ کر آپ ﷺ نے انہیں ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے ان کے گلے میں تلوار لٹکائی (مستدرک للحاکم)

6: جہاد کی اجازت نہ ملنے پر ساری رات روتے رہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے چھوٹا ہونے کی وجہ سے جہاد میں لے جانے کے لیے قبول نہیں فرمایا۔ میرے اوپر کبھی ایسی رات سخت نہیں گزری تھی۔ رنج کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آئی اور میں روتا ہی رہا کہ رسول پاک ﷺ نے جہاد میں لے جانے کے لیے منظور نہیں فرمایا۔

پھر جب اگلا سال آیا تو میں پھر جہاد میں چلنے کے لیے پیش کیا گیا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے منظور فرمایا تو میں نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (تاریخ ابن عساکر)

7: معذور صحابی کا جذبۂ جہاد:

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نام کے ایک صحابی ہیں جو ایک پاؤں سے لنگ تھے۔ غزوۂ احد کے دن جب وہ اپنے فرزندوں کے ساتھ جہاد کے لیے آئے تو لنگڑانے کی وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں میدان میں اترنے سے روک دیا۔ گڑگڑاتے ہوئے انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے لڑنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ میری تمنا ہے کہ میں لنگڑاتے ہوئے جنت میں چلا جاؤں۔ ان کی بے قراری اور گریہ زاری دیکھ کر حضور ﷺ نے انہیں میدان میں اترنے کی اجازت دے دی۔ اجازت پاتے ہی وہ خوشی سے اچھل پڑے اور کافروں کے ہجوم میں گھس کر ایسی بے جگری کے ساتھ لڑے کہ صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ دشمن کی فوجوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ وہ زخمی ہو کر زمین پر تشریف لے آئے، یہاں تک کہ وہ شہادت کے مرتبہ پر سرفراز ہوئے۔

جنگ ختم ہونے کے بعد جب ان کی اہلیہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے

ان کا جنازہ اونٹ پر لاد کر جنت البقیع کی طرف لے جانا چاہا تو ہزار کوششوں کے باوجود اونٹ ادھر کا رخ ہی نہیں کرتا تھا۔ بار بار میدان جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا تھا۔ جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو حضرت عمرو ابن جموح رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کو بلوایا اور ان سے دریافت کیا کہ گھر سے نکلتے وقت ابن جموح نے کچھ کہا تھا؟ زوجہ نے کہا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! مجھے میدان جہاد سے اپنے اہل وعیال کی طرف واپس نہ کرنا۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوگئی ہے۔ اب یہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں جائے گا، ان کو اسی میدان میں دفن کردو۔

اے میرے مسلمان بھائیو! آپ نے مسلمان مجاہدین کا جذبہ جہاد دیکھا۔ کس قدر بلند جذبہ کے وہ مالک تھے کہ اپنے آقا و مولا ﷺ کے حکم پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوجاتے تھے مگر افسوس ہم ہیں کہ دنیا کی محبت نے ہمارے دل سے جذبۂ جہاد نکال دیا۔ ہم بزدل ہوگئے، ہم موت سے ڈرتے ہیں۔ دنیا کی آسائشوں نے ہمارے دل سے جذبۂ جہاد نکال دیا ہے۔

مسلمان کا راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ

☆مسلمان کا راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ:

انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا، اس کے ہاتھ خالی ہوتے ہیں اور اس کا کوئی نام نہیں ہوتا مگر دنیا میں آنے کے بعد رب تعالیٰ اسے نام عطا فرماتا ہے، اس کو نعمتوں اور عزتوں سے نوازتا ہے پھر جب یہ یہی مال مولا کی راہ میں خرچ کیا جائے تو خوش بھی ہوتا ہے اور پورا پورا بدلہ دیتا ہے۔ کبھی ایک کے بدلہ دس، کبھی ایک کے بدلہ ستر اور سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر طریقے سے بندے کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی چیز بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے۔ وہ کون سی شے ہے جسے خرچ کر کے ہم بھلائی کو پہنچ سکتے ہیں؟

قرآن مجید فرقان حمید اس راز کو کھولتا ہے:

القرآن: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو (سورۂ آل عمران آیت 92)

اس دور میں آدمی کے لیے سب سے پیاری چیز مال ہے۔ لہٰذا مال کا

خرچ کرنا سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

☆ راہ خدا میں خرچ کرنے والا گھاٹے میں نہیں رہے گا:

سورۂ انفال کی آیت نمبر 60 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے، تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے۔

☆ راہ خدا میں خرچ کرنے کا اکابرین میں جذبہ:

1: نزہۃ المجالس تیسری جلد صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازار بیچنے نکلے تا کہ اس کی قیمت سے کچھ کھانا لیا جاسکے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے ازار کو چھ درہم میں بیچا۔ راستے میں سائل نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: آپ نے وہ چھ درہم سائل کو دے دیئے۔

تھوڑا آگے گئے تو اعرابی اونٹنی لئے آ رہا تھا۔ آپ کے قریب آ کر کہنے لگا۔ اے ابوالحسن! کیا یہ اونٹنی خریدو گے؟ آپ نے کہا کہ میرے پاس رقم

نہیں ہے۔ اعرابی نے کہا، ادھار لے لیجئے۔ آپ نے وہ اونٹنی سو درہم میں ادھار خرید لی۔ پھر تھوڑا آگے تشریف لے گئے۔ دوسرا شخص ملا اور اس نے کہا: اے ابوالحسن! اس اونٹنی کو بیچو گے؟ آپ نے فرمایا: میں نے سو درہم میں خریدی ہے۔ اس شخص نے کہا: میں آپ کو ایک سو ساٹھ درہم دوں گا۔ مجھے بیچ دو۔ آپ نے ایک سو ساٹھ درہم میں بیچ دی۔ پھر تھوڑا آگے وہی اعرابی ملا۔ اس نے آپ سے پوچھا: کیا اونٹنی بیچ دی۔ آپ نے کہا: ہاں بیچ دی۔ اس اعرابی نے کہا: مجھے میرے سو درہم دے دو۔ آپ نے سو درہم اسے دے دیئے اور ساٹھ درہم لے کر گھر لوٹے۔ گھر پہنچتے ہی سیدہ خاتون جنت نے پوچھا۔ آپ کے پاس یہ ساٹھ درہم کہاں سے آئے؟ فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تجارت کر لی۔ تمہاری ازار کے چھ درہم میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے جس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ساٹھ درہم عطا فرمائے۔ اس کے بعد مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تمہیں اونٹنی بیچنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور خریدنے والے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے (اور سنو) یہ وہی اونٹنی تھی جس پر (میری بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا بروز قیامت سوار ہوں گی۔

2: حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں بارگاہ رسالت میں تھا اور آپ ﷺ غزوۂ تبوک کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے راستے میں پالان کے ساتھ سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے پھر ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے راستے میں پالان سمیت دو سو اونٹ میرے ذمے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے تیسری مرتبہ ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے راستے میں تین سو اونٹ پالانوں کے ساتھ میرے ذمے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ رسول پاک ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور فرما رہے تھے کہ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی عمل کریں، ان پر کوئی حرج نہیں۔

(ترمذی کتاب المناقب، حدیث نمبر 3720)

یہ تو اعلان تھا لیکن حاضر کرتے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اعلان سے کہیں زیادہ مال دیا تھا۔ حضرت علامہ برہان الدین حلبی علیہ

الرحمہ فرماتے ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر جتنا مال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خرچ کیا، اتنا کسی اور نے نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار مجاہدین کو جہاد کا سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوے پر خرچ کئے، سازوسامان کے ساتھ نوسو اونٹ اور سو گھوڑے اس کے علاوہ ہیں۔

(سیرت حلبیہ، جلد 3، ص 184)

3: حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا۔ میں نے کہا: اگر میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی دن آگے بڑھ سکتا ہوں، تو آج آگے بڑھ جاؤں گا۔ فرماتے ہیں پھر میں گھر کا آدھا مال لے کر حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی: اس کے برابر یعنی آدھا مال گھر کے لیے چھوڑا ہے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال (جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی) لے کر حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کی: گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں میں نے (دل میں) کہا: میں ان سے کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکوں گا(ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر 1678)

4: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ چار ہزار دینار، ایک مرتبہ چالیس ہزار دینار، ایک مرتبہ پانچ سو گھوڑے مجاہدین کو دیئے، ایک مرتبہ پندرہ سو اونٹ راہ خدا میں دیئے، ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں صحت یاب ہو گئے تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا۔ ایک مرتبہ کہا جو اہل بدر سے ہو، اسے فی کس چار سو دینار میں دوں گا۔ ایک مرتبہ ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کئے، رات کو حساب لگایا پھر بولے کہ میرا سارا مال مہاجرین وانصار پر صدقہ ہے حتیٰ کہ فرمایا میری قمیض فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں کو، حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! عبدالرحمن بن عوف کے صدقات قبول، انہیں بے حساب جنتی ہونے کی خبر دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کیے اور امہات المومنین کی خدمت میں ایک باغ پیش کیا (جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا)

(مراۃ المناجیح، جلد 8، ص445)

ان تمام فضائل کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ ہمیں بھی راہ خدا میں خوب خرچ

کرنا چاہئے۔ کبھی یہ نہ سوچیں کہ اس سے مال کم ہو جائے گا بلکہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا رہتا ہے پھر انسان کسی کا محتاج نہیں ہوتا، ہمارے اکابرین نے اس طرز عمل کو اپنایا تو رب تعالیٰ نے انہیں مالا مال کر دیا۔

مسلمان کا جذبہ ایثار

☆مسلمان کا جذبہ ایثار:

جذبہ ایثار اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ نعمت آپ کو کسی اور مذہب میں نہیں ملے گی۔ ہمارے آقا ومولا ﷺ نے خود بھی ایثار فرمایا اور اپنے غلاموں کو بھی ایثار وقربانی کا جذبہ عطا فرمایا۔ چنانچہ اس کی کچھ مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1: نبی پاک ﷺ کا جذبہ ایثار:

ایک مرتبہ حضور اپنے کسی صحابی کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے، وہاں سے آپ نے دو مسواکیں چنیں، ایک ٹیڑھی تھی اور دوسری سیدھی، آپ ﷺ نے سیدھی مسواک اپنے صحابی کو دے دی۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ سیدھی مسواک کے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص گھڑی بھر بھی کسی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اس سے اس صحبت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس صحبت میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا یا ضائع کر دیا۔

(تفسیر الطبری، جلد 4، ص 85، حدیث نمبر 9483)

ایک مرتبہ حضور ﷺ غسل کے لیے کنویں کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کپڑے سے پردہ کیا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل فرمالیا پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ غسل کے لیے بیٹھے تو حضور ﷺ نے کپڑا پکڑلیا تا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے پردہ کردیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ایسا نہ کیجیے! لیکن حضور ﷺ کپڑا تھامے رہے حتیٰ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ غسل سے فارغ ہوگئے پھر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو شخص اکٹھے ہوتے ہیں تو ان میں سے جو زیادہ نرمی سے پیش آتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

(صحیح ابن حبان، جلد 1، ص388، حدیث نمبر 576)

2: صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایثار:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو بکری کا سر ہدیہ دیا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر کہ "میرا فلاں بھائی اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے" وہ سری ان کی طرف بھیج دی۔ انہوں نے بھی یہی خیال کر کے آگے بھیج دی۔ اس طرح وہ سرا ایک سے دوسرے کو بھیجا جاتا رہا حتیٰ کہ سات ہاتھوں سے گزر کر واپس پہلے صحابی

کی طرف لوٹ آیا (احیاء العلوم، جلد 2، ص 631)

مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کیا کچھ نہیں کیا۔ اپنا گھر، گھر کا آدھا مال، حتیٰ کہ اگر کسی انصار کی دو بیویاں تھیں تو ایک کو طلاق دے کر عدت کے بعد اس کا نکاح اپنے مہاجر بھائی سے کر دیا۔ ایسی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

مگر افسوس کہ ہمارا حال بہت برا ہے، ہم اگر کھانا کھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو پوری کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بوٹیاں میں کھالوں، ایک دوسرے کے آگے سے اٹھا اٹھا کر بوٹیاں کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ کٹورے میں سے اپنے لیے اتنا بھر لیتے ہیں کہ دوسرے کے لیے بچتا ہی نہیں۔ گاڑیوں میں سفر کریں تو اندر والی سیٹ پر ایسے چوڑے ہو کر بیٹھتے ہیں کہ برابر والا بالکل تکلیف میں آجاتا ہے۔ مسجد میں نماز کے دوران بھی ایسے پاؤں کھول کر چوڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں کہ برابر والا نمازی تکلیف میں آجاتا ہے۔ کاروبار کرتے ہیں تو پوری کوشش ہوتی ہے کہ دوسرے کے گاہک کو پکڑ کر اپنی دکان پر لے آئیں اور سارا منافع ہماری جیب میں آجائے، باقی سب تیل لینے گئے۔ یہ ہمارا حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم بربادی، تباہی، بے سکونی اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہمیں

دوسروں کا احساس نہیں، ہمیں بس یہی فکر ہوتی ہے کہ ہمارا گھر بھرا رہے۔ باقی دوسرے جانے اور ان کا کام جانے۔ یاد رہے! مسلمان کبھی ایسا نہیں ہوتا، وہ تو ایثار والا ہوتا ہے۔ اپنے مسلمان بھائی کا خیال رکھتا ہے۔ اے کاش کہ ہمیں بھی ایثار کا جذبہ نصیب ہو جائے۔

مسلمان کا جذبۂ شکر

☆مسلمان کا جذبۂ شکر:
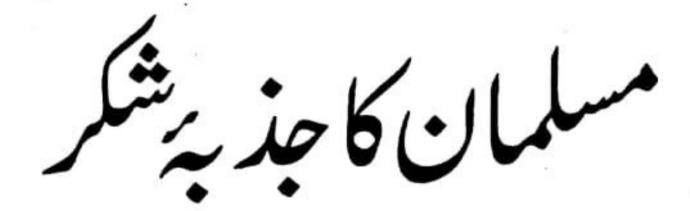
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اتنی نعمتیں کہ اگر ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ ایک ایک نعمت اس کی شان و عظمت کی ہمیں یاد دلاتی ہے۔ سب سے بڑھ کر حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارا کوئی غلام یا نوکر ہماری نافرمانی کرے تو ہم اس کو ڈانٹ کر اس کا کھانا روک لیتے ہیں، مگر شان پروردگار دیکھئے کہ ہم رات دن اس کی نافرمانی کرتے ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں ہم پر جاری و ساری رکھے ہوئے ہے۔ اس کے باوجود ہم اس کی نعمتوں کا پوری طرح شکر بھی ادا نہیں کرتے حالانکہ شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا۔ نعمتوں کی برسات کرنے والا خالق کائنات خود اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

القرآن: لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ

ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا (سورۂ ابراہیم آیت 7)

☆شکر سے نعمت بڑھتی ہے:

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو تین نصیحتیں فرمائیں:

1......موت کو کثرت سے یاد کرو، یہ ذکر تجھے موت کے ماسوا سے کھینچ کر نکال لے گا۔

2......دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کب تمہاری دعا قبول کرلی جائے۔

3......شکر کو بھی خود پر لازم کرلو کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 7، ص 356)

☆اپنے سے کم تر کو دیکھنے سے شکر کا جذبہ بڑھتا ہے:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہے تو اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھے، زیادہ والوں کو نہ دیکھے۔

(کتاب الزہد، ص 502، حدیث نمبر 1433)

اے میرے مسلمان بھائیو! نبی پاک ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میں سے کوئی رب تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہے تو اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھو۔ زیادہ والوں کو نہ دیکھو مگر ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ہم زیادہ نعمت والوں کو دیکھتے ہیں جس سے ناشکری اور احساس کمتری جیسی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھیں تو شکر گزاری جیسی نیک

خصلت ہمارے اندر پیدا ہوگی اور وہ اس طرح کہ کار کا مالک، موٹر سائیکل والے کو دیکھے، موٹر سائیکل والا صرف سائیکل والے کو دیکھے، سائیکل والا پیدل چلنے والے کو دیکھے اور پیدل چلنے والا معذور کو دیکھ کر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

جب بھی کوئی نعمت حاصل ہو تو فوراً شکر گزاری کریں اور ناشکری سے بچیں کیونکہ مسلمان کبھی ناشکری نہیں کرتا۔

مسلمان توکل یعنی اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے

☆مسلمان توکل یعنی اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے:

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ ہر شان اور رفعت اسی کو زیبا ہے۔ زمین کے اوپر اور زمین کے اندر، ماں کے پیٹ کے اندر یا ماں کے پیٹ کے باہر، ہر مخلوق کا رزق اسی کے ذمۂ کرم پر ہے لہذا بندوں کو چاہئے کہ وہ اپنے رب پر توکل یعنی بھروسہ رکھیں۔ توکل دین کی منزلوں میں سے ایک منزل اور یقین رکھنے والوں کے مقامات میں سے ایک مقام ہے بلکہ یہ قرب الٰہی رکھنے والوں کے بلند درجات میں سے ایک درجہ ہے اور توکل والوں سے رب تعالیٰ محبت فرماتا ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 159 میں فرمایا گیا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

ترجمہ: بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

☆توکل کیسا ہونا چاہئے؟

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں ضرور رزق عطا کرے گا جیسا کہ پرندے کو عطا کرتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ نکلتا ہے اور

شام کو پیٹ بھر کر لوٹتا ہے (ابن ماجہ، کتاب الزہد، حدیث نمبر 4164)

اے میرے مسلمان بھائیو! ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ جو رزق رب تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے، وہ ہمیں ضرور ملے گا، وہ ہم سے نہ کوئی روک سکتا ہے، نہ اس میں سے کوئی کم کر سکتا ہے پھر ہم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں کہ وہ ہمیں ضرور عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا مسلمان سکون، اطمینان اور خوشحال زندگی گزارتا ہے۔ توکل سے ذہنی وقلبی سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اکثر مجلس میں فرمایا کرتے تھے، اپنی تدبیر اس ذات کے سپرد کر دے جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے۔ (یعنی فقط اللہ کریم پر بھروسہ کر) تو راحت پائے گا۔

ہمارے بزرگانِ دین پہلے کوشش کرتے تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھتے تھے۔ ان کا توکل (یعنی بھروسہ) اس قدر بلند ہوتا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت، مصیبت ان کے توکل کو کمزور نہیں کر سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کو ایسی جگہ سے رزق ملتا تھا جہاں ان کا گمان بھی نہ جاتا تھا۔ آج اگر ہم بھی اپنے رب پر مکمل توکل (بھروسہ) کریں تو ہم بھی زندگی میں کبھی کسی کے محتاج نہیں ہوں گے اور سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں گے۔

مسلمان صبر کرتا ہے، نوحہ نہیں کرتا:

☆ مسلمان صبر کرتا ہے، نوحہ نہیں کرتا:

ہمارے معاشرے میں اگر کسی کے والد اور بیٹے یا بیٹی کا انتقال ہو جائے تو فوراً زور زور سے رونا، پیٹنا، نوحہ کرنا، سینے پر ہاتھ مارنا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ کفریہ کلمات بھی بکتے رہتے ہیں حالانکہ یہ کام مسلمان کا نہیں ہے۔ مسلمان تو صابر ہوتا ہے، وہ تو اپنے رب کی رضا میں ہر حال میں راضی رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نوحہ کرنے، چہرہ پیٹنے والوں کی سختی سے مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں زمانہ کفر کی علامت ہیں۔ (1) نسب میں طعن کرنا اور (2) میت پر نوحہ کرنا۔

(مسلم شریف، کتاب الجنائز، حدیث نمبر 934)

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو گالوں کو پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی باتیں بکے۔

(مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر 103)

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ تکلیف، مصیبت اور پریشانی کے موقع پر نوحہ اور شکوہ شکایت نہ کرے، اس سے بظاہر کوئی فائدہ بھی نہیں بلکہ دین و دنیا کا نقصان ہے لہذا ہر حال میں رب کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔

مسلمان کیسا ہوتا ہے؟

☆مسلمان کیسا ہوتا ہے؟

☆مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود حقیقی مانتا ہے۔

☆مسلمان نبی رحمت ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے۔ انہیں آخری رسول مانتا ہے اور اس کا ایمان ہوتا ہے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا یعنی نبی پاک ﷺ پر نبوت ختم، رسالت ختم، سلسلہ وحی حضور ﷺ پر ختم اور دین مکمل۔

☆مسلمان تمام انبیاء و رسل علیہم السلام، تمام آسمانی کتابوں، ملائکہ، تقدیر، موت، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، قیامت، حساب و کتاب اور جنت و دوزخ پر ایمان رکھتا ہے۔

☆مسلمان اپنے آقا و مولا ﷺ سے اپنے والدین، اولاد، مال، تمام گھر والوں حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہے۔

☆مسلمان انبیاء کرام علیہم السلام، حضور ﷺ، ہر صحابی رسول، اہلبیت اطہار علیہم الرضوان اور تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا ادب و تعظیم کرتا ہے اور بے ادبی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔

☆ مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل خیال رکھتا ہے۔

☆ مسلمان اپنے والدین کا باادب اور فرمانبرار ہوتا ہے۔

☆ مسلمان اپنی بیوی کے حقوق کا مکمل خیال رکھتے ہوئے اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا تا۔

☆ مسلمان اپنی اولاد کی اسلامی طریقوں پر تربیت کرتے ہوئے انہیں شریعت کی راہ پر چلاتا ہے۔

☆ مسلمان اپنی اولاد کے حقوق کا مکمل خیال رکھتے ہوئے ان میں برابری رکھتا ہے۔

☆ مسلمان اپنے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی نیکی پر گامزن کرتا ہے۔

☆ مسلمان اعلیٰ اخلاق کا مالک ہوتا ہے اور فضول باتوں اور گالیوں سے پرہیز کرتا ہے۔

☆ مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو اپنے ہاتھ، زبان اور مال سے کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں دیتا۔

☆ مسلمان دھوکہ دہی، جھوٹ، حسد، غیبت، بُغض و عداوت، ریاکاری، ناجائز غصہ، حرام کمائی، تکبر، چغلی، گالی گلوچ اور بدگمانی سے اپنے

آپ کو بچاتا ہے اور ان کاموں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھتے ہوئے اس سے دور رہتا ہے۔

☆ مسلمان کامل شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کی اور علمائے اہلسنت کی صحبت اور ان کی مجلسوں میں شریک ہو کر نفع اٹھاتا ہے۔

☆ مسلمان اپنے پڑوسی کو کبھی تکلیف نہیں دیتا اور اس کے حقوق کا خاص خیال رکھتا ہے۔

☆ مسلمان فرائض و واجبات مثلاً نماز، نماز باجماعت، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو فرض ہوتے ہی ادا کرتا ہے اور اس کے دل میں عبادت کا ذوق و شوق ہوتا ہے۔

☆ مسلمان پر چونکہ علم دین حاصل کرنا فرض ہے لہذا سچا مسلمان علم دین کا حریص ہوتا ہے اور وہ علم حاصل کر کے اپنی عبادات کو سنوارتا ہے۔

☆ مسلمان اپنے اساتذہ کی خوب تعظیم کرتا ہے، استاد کی بے ادبی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

☆ مسلمان کا سینہ جذبۂ جہاد اور قربانیوں سے سرشار ہوتا ہے۔ وہ کبھی بھی اسلام کے لیے کسی بھی قربانی دینے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

☆ مسلمان اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتا ہے، اس کی رضا پر راضی رہتا

ہے، ناشکری نہیں کرتا بلکہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے

☆ مسلمان وہ ہے جو اپنے لیے پسند کرے، اپنے دوسرے مسلمان کے لیے بھی وہی پسند کرے لہذا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بھی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ بھی عاشق رسول، خوش عقیدہ، نمازی اور نیک راہ پر چلے، اس مشن کی تکمیل کے لیے وہ دوسرے مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتا ہے اور انہیں نیکی کی دعوت دیتا ہے۔

☆ مسلمان کبھی بھی شریعت اور اس کے قوانین کا مذاق نہیں اڑاتا بلکہ شریعت کے ہر ہر اصول پر اپنے سر کو جھکا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پسند کا بندہ بنا لے اور ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راضی ہو جائے۔ آمین ثم آمین

اختتام

15 رمضان المبارک 1440ھ بمطابق 21 مئی 2019ء بروز منگل